خزینۂ خیال (دیوانِ ماہرؔ)

تصنیف

خدائے سخن خلاقِ معانی نواب مولانا سید مہدی حسین ماہرؔ اجتہادی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔پی)۔انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230Mob :08736009814,09335996808

بعون خالق الزمن و خالق صنائع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی

خمخانهٔ خیال

۱۳۱۲ھ

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھمن صاحب

در مطبع احمدی واقع لکھنؤ بکمال آرایش و زیبائش مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعر ۵	ردیف الف	غزل ۱

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سنتا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرف دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

نہین سویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے حرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہے ذرّہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہے رُخِ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

کیا مسافر نے رُخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دُھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بُجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گُنہ سے ہون مثلِ کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک قطر جہان مین سالم عرق سے گرمی جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبان محشر ہون شرم عصیان ہائے

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کہ وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو اولجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہل دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑکے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھوں کہ اسکا کیا ہے
یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے مستونکی جب بنی تھی سمائی محشر کی روشنی تھی
وہ دھوپ تھی سر پہ چاندنی محشر یہ نشہ تھا جامِ آتشین کا

بتا ہی دیں یوں زخم سے اپنا زمیں پہ کر دھوپ دن کا سایا
لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پنبہ ہے داغ آتشین کا

نہیں ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن
اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہم داغ آتشین کا

تو ہی بتا مصحفی سے یادل نہیں حبابوں میں موج کو کل
کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی میں وائے قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود ٹپکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے میکا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثال تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فن محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہم نشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھر تا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان پیر بیدم ہین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہمنشین کا

یہہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دل یلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی جسیم ہین جسم بھر مین نہ زور ونکا انپر کیون دم

مرُوڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست وقلم پہ تکیہ او نھین یہ کافی ہی بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منُھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہو گا

جو آئے مہرون کا تجھ سے کاہ غصا تنہا بھی تو نگین کا

بنی نگیون تم ہون مثل خاتم او ٹھا سے پتہ مہر یار کا

نگیون تو اصنع سے ہون مکرم نشان سے پشت نگین کا

کسی نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہے باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل و نا ے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانہ مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسر نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملے اونہین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تھی جہان مین نامی جسکی تھی خاطر مدام سے
جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا
یہ منلے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہے ہر سنگدل بھی بیدم
ہوا جو خانہ خراب خاتم او لٹگیا غم سے دل نگین کا
کنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ
چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا
جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے
پہاڑ اک ایک لڑ کے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا
کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا
جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا
کب آئی افسوس اپنی پستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا
نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے
نماز میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا
وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن
کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا
بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے رو ئین گے رونے والے
لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا
خیال جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین
مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا
کسیکا لاشہ تو ایسا ہوے غزالِ صحرا بھی جسکو رو لے
بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ آگیا ہے مجھ حزین کا

نہ پونچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گل بازیون سے آخر
ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا
پہر پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش
بنا ہے گردش سے دُود آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محلّ خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شب وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل تر از مانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ جیسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کر کے مین یہ وانہ ہوا
فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا
ہمارے آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے ہی فروغ دل یگانہ ہوا
کہ آفتاب سے روشن چراغِ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زورِ بدن روانہ ہوا
یہ ضعفِ تن ہوا رستم زنانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا
قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیتِ آخرِ شب کسطرح تھمے اے وصل
کہ جلوۂ خطِ ابیض کا تازیانہ ہوا

بزنگِ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال
ہوا جدھر کی چلی اوسطرف روانہ ہوا

دیئے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے
ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا
غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹگئے قفس مین پر تازہ اسیر
ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل
نصیبِ سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

رہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گلِ تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون ہی ہون مین وحشی کہ جس کا نقش قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونون سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبلِ پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر اے دلِ چاک
کہ جسپہ زخم کی دہن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سے بارِ گل چکین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لاکے لحد پر ٹپک دیا سبنے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہے بس اونکا قابلِ گریہ
جنھین جز اشک میسّر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جسن اٹھا مرا تابوت — سوادِ شام یہ چھایا کہ شامیانہ ہوا

ہوا ہی منزوی خانۂ حباب ہے غمگین — رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ مے مین — یہہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو — تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد — تباہ ہم ہوے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا — کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر — جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سے تار تھا مگر اے ضعف — جدھر کو آہ بڑھی وسطرت ترانہ ہوا

بغیر سعی کشش کے ہوئی نہ شکلِ معاش — ہمارا رزق بھی چیونٹی کے منہ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہمصفیرو کیا — قفس چمن سے مرا صبحدم روانہ ہوا

مثالِ ساغرِ مے ہین دنی بھی اے مینا — بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہ دیدۂ کم مین پیرہی وہ سمند
کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثال سیل نکلی فکر بیخودی مین کبھی
جدہر کو پاؤن بڑہا اوسطرف رواں ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین لے صیاد
ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودہر مین بھی پھڑپھڑا اوڑا
جدہر کو سایۂ مرغ ہوا روانہ ہوا

رہ اوردی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین
قدم تھمی تھے کہ سر جسم سے روانہ ہوا

جزای خیر دی حق عنکبوت مرقد کو
بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرت قارون کے بخل کا انجام
کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اودھین مین جاملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا
قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سر ناوک قاتل آیا
پیشوائیکو بڑھ اے آہ مراد دل آیا

سمجھی لیلی کہ کسی کا شتر دل آیا — کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا — کوئی تارا بھی جو ٹوٹا تو سوئے محمل آیا

جاکے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا — قیس چنتا ہوا تنکے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے مین دل آیا — پاؤن غیرون کے بڑھے مین سر منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچہ قاتل آیا — دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا — راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے — آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائے بیدردئی مردم کہ زبان اوسکو کہا — آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا — سایہ کترا کے پس پردہ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتل مین — تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہو گئین کچھ اور ادائین کچھ اور — اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منھ کو ہر سانس میں سینہ سے مرا دل آیا

موج دریائے محبت نے دکھایا دھارا
دست و پا مار کے جب میں لب ساحل آیا

جانے والو سفر قبر کی سختی دیکھو
بار جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یوں مجنوں نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوئے محمل آیا

زندگی میں تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھ دئے قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اف ری غیرت
مڑ کے ناقہ کا کبھی جب سر سوئے محمل آیا

وائے قسمت کہ وہاں محمل اغیار رہا
میرے پہلو میں نہ اک دن بھی مرا دل آیا

پردہ گھرا ہوا منظور جہاں لیلی کو
دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یونہیں دید سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہ تو کچھ پاؤں کے نیچے تو نہیں مل ڈالا
آج روتا تر کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پہ مرگ بھی مجھے ہین اے قبر
رہ گئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سُنا قافلۂ اشک بڑھا
زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوی گرنے لگی جھک کے لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کون سا رتبہ ہوا حاصل یارب
درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دل لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر وہاتھ سے اسکے مین ڈرا اتھا ایسا
رہ گیا ہلکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہوگئی دل کو خبر سی جھجک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئی محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو اے موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھارے مین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دل داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑ نیلگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تھے وبالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۳	وہ بھی دن آئیگا **ماہر** کبھی جب دل نہ کہین جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا	شعر ۹

ہوس بغیرِ پسِ مرگ بھی قرار نہ تھا
جہان ہوا تھی وہان کب مرا غبار نہ تھا

نکال جا سے کدورت مین آشکار نہ تھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نہ تھا

جہان مین درد مرا کیونکہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو تجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے چرخ کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہر وہ بول وٹھے آننا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق کمر خان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس نے کہ دہن مین سے ہمنے نشان پیدا
خدا کی شان ہر بند ہو مین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہو ہر ہر بن مو سے زبان پیدا

وہ شوخِ جنگجو اولٹے نقابِ رُخ جو گلشن مین
شکستِ رنگِ گل سی ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بُلبُل ہون کہ لطفِ وصلِ گل پایا اسیری مین
کیا رنگین خیالی سی قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشمِ بد سی پوشیدہ رکھتا ہے
حجابِ ظلمتِ تن مین ہوا ہے نورِ جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاک نقشِ پا سی کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی
مگر تھا دورِ ساغر مین بھی دورِ آسمان پیدا

سفر بھی سالکانِ راہِ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سی بانگِ اذان پیدا

وجود اپنا جہان مین کالعدم ہی ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہے طورِ لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے
کہ ہے گردن مین تارِ جیب سے طوقِ گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے
خدا کے گھر سے جیسے ہمکو ہے عشقِ بتان پیدا

گلُون کے زیرِ پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین
کریگی اب نہالِ شمع خاکِ بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہے اسکا
گلے سے اونکے ہین معنی الفاظِ بیان پیدا

تمہاری چھپکے آئینکا جو پوچھو حال گلشن سے
زبان موج بوی گل سی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رکو رگ پری مین
لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶ — شعر ۲۱

ازل سی دل مین عاشق عشق خال روی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیرے سر مزار رہا

ہر ایک موی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشۂ عرفان کرد گار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال بخش مرا آشنا و یار رہا
صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یونہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجی کیا گذرے باوقار نہین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوئی جگر کا مری
مرا غبار رہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تم سے
مجھے تمہارا تمھین اوسکا انتظار رہا

ہے انفعال مین گناہون سے تھا دمِ گریہ
کہ تر عرق مین مرے آنسوون کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے
ہر اک کے ہاتھ سے گل کی طرح فشار رہا

کدورتون کو ترقی ہے کیون دمِ گریہ
بلند بارشِ باران مین کیسے غبار رہا

بکا کو سلسلۂ زندگی نہ کیون سمجھون
نظر مین رشتۂ جان آنسوون کا تار رہا

ہر ایک فصل مین داغِ الم رہے تازہ
مرے چمن مین سدا موسمِ بہار رہا

مین گر گیا یہ ندامت ہوئی عزیزون سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار
مین زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد مین بھی نہ مین بے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزن در چشمِ انتظار رہا

تسکین کی آس نہو اب مجھے زمانے مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حالِ تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگِ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ دُرِ غلطان نکلا
دلکی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہی جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرونکی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی
دُودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی ہی جنبش نے ایک پل مین مریضونکو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسیٔ دوران نکلا

جو ہے بیتاب اسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان
میرا ویرانۂ دل گنج شہیدان نکلا

فرقتِ یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سروِ خرامان نکلا

تنِ لاغر مین ہوئے داغ نمایان کیا کیا
خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہمجنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمتِ حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان
پیر کیا کیا نہ یہان کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین مر کے ملا چین مجھے
ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن الجھے رہے دامن سے طریقِ غم مین
ہاتھ ٹکڑے کرکے رہ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزباں کون یہاں تھا جو مہماں نکلا

منزل دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلد کوچۂ جاناں نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم میں ملا
حسن گو لیکے چراغ رخ تاباں نکلا

ہوں وہ بلبل کہ مری دم سی گلو تک تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستاں نکلا

غزل

رخ روشن نقاب اوس نے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشاں نکلا

شعر ۲۱

دل میں کب عشق کے داغوں کو نمایاں دیکھا
ایک غنچہ میں تماشائی گلستاں دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایاں دیکھا
سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفاں دیکھا

جانستاں حسن کو پردے میں نہ پنہاں دیکھا
تیغ کو چادر جوہر میں بھی عریاں دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایاں دیکھا
ہر رگ گل کو رہ منزل عرفاں دیکھا

بعد عالم میں نہ مٹی ہوئے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خط مہر سلیماں دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہے تسلی بھی مجھکو — جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دلِ پروانہ یہ طرفہ ہے بہار — شمع کو سر تا بہ قدم خندان دیکھا

تو تو ظاہر نہ ہوا حالِ شکستہ میرا — آئنہ ہو گیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار — صرف تصویر مین کب رنگِ گلستان دیکھا

جانبِ وادیٔ عرفان جو کبھی آ نکلے — صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی ہمنے سُنی بات اوسکی — آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی — خاک کے ذروں سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی — عکس آئینہ مین قلعی سی نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی — ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رخِ دلبر مین — خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمنِ دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے — بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوزِ غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفتِ شمع ہو ان باتون پر
تھے جو دلسوز اونھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوزِ غم دوری سے ترا قلب جلی
داغ سے سینۂ بلبل گلستان دیکھا

غزل ۸ — شعر ٢٤

دوست جو پھر گئے لے پھول چڑھانا پھر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا مل جائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگِ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدتِ کاہیدگی سی ماہِ نو بنجائیگا
قدِ پر خم مجھپہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابرِ باران برقِ تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامتِ موزون ترا دکھلائیگا
صحنِ گلشن مین صنوبر شرم سی گڑ جائیگا

ابھی دل وحشت مین دشتِ لامکان کھیلائیگا
ہر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر رکھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

اودل جانباز رہیو باادب شمشیر پر
یہ وہ جا وہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قاصد اگو نہین جنبش نہو
ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھ جائیگا

تیرے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پس دیوار سے
چشم روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغ حسن بعد از غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزم جہان مین سر تجھے دھنوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابون کی طرح
بحر عالم مین جو سیر ہوسی بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھ جائیگا

قطعہ

جب دیار دل مین شاہ عشق کا ہوگا عمل
کچھ وزیر خاص درد ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی وسی وہ حکم محکم فرمانروا
اہل کاران فغان و آہ تک پہونچائے گا

اوسنے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک دو حکم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین فرا
دیکھلینا دار مژگان پر کھینچا جائیگا

متہم منت کشی سے نفرت کر دیگا مجھے
قد پر خم پاون پہ سر اکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہی تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سواد وہ ہوگی دہن
زعفران کو رنگ میرا اکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعد زوال سوز غم ہر داغ کھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پیر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹

ماہر اوس نادان کو دل دیتا تو ہے پر جان لے
یہ تن خاکی گھروندے کی طرح مٹ جائیگا

شعر ۱۹

نہین ہے یہ خط مشکین عمل ہر لب سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوئے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شعلے ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہی کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سنکے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہین وہان یار سے پیدا

مریضِ حرصِ زر پائین نہ اسکسیطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوسمین قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے رستے ہین رخنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھومین آئے ہین
ہوئے لعلِ دُرجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئی ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرتِ دندانِ دلبر مین
ہوئے ہین یہ حبابِ آب دُرِ شہوار سی پیدا

نشانِ ظلم خونخوار دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہے اب تک لب سوفار سے پیدا

خرامِ ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلین تلوار کا ہے یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون سوز آتش غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطیِ تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگِ گل ہون نالے غنچہ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہوگیا
جسم گھلکر داخلِ تعریفِ جوہر ہوگیا

مین بیہ کچھ محو دُرِ دندانِ دلبر ہوگیا
رشتۂ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہوگیا

وقتِ گریہ آگیا جب وہی روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشیدِ محشر ہوگیا

وحشتِ دل سے جو آنکلا سوئے میخانہ مین
مجکو دورِ چشم آہو دورِ ساغر ہوگیا

آبرو پہ پھیر دی پانی نہ وہ دندان صاف
گو شتر کبر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین تھا صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا

ایرنی دست حنائی جو پونچھے میرے اشک
پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کے پئیے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون حکم خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہ سو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل مہر صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہ و نکلی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست شبنم تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو مین نہ کیونکر دلِ پر داغ ہو شاد — کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا
جوش زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے — شور کس بحر مین تیزیِ ہوا سے نہوا
ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا — خوش مین پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہوا
مجھ پہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت — کم مرا دامنِ تر ابرِ عطا سے نہوا
تو ہی ای شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین — داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہوا
کشتۂ راہِ رضا ہو وفا زیست کی دیکھ — دم جدا مرکے بھی جسمِ شہدا سے نہوا
خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہون — آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا
حسنِ کامل کو زمانہ مین نہین حاجتِ زیب — دستِ مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا
ہادیونکی مجھے تکرارِ سخن کیا ہو گران — قافلہ تنگ کبھی بانگِ درا سے نہوا
باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے — ہاتھ آلودہ کبھی خونِ حنا سے نہوا
ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر — آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوزِ الم آہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا

کبھی سالم نہین سمجھی کا مرض ہے اوسکو
وردجس قلب مین آوازگدا سے نہوا

کثرتِ نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا سُرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشم مشتاق نے رُخ اوسکا ادہر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ | انہین باتون پہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا | شعر ۱۲

بڑھا ہے حسن سے میرے عشق صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ گل گالون کا

کھلا مجھسے نہ کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا
رقیبونکا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا
زبانِ خار کہدے سب تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخلِ باغ پر ہم درد والون کا
چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

ترحم کرے جو رگ گل کی طرح کاسنے — جیون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

ن تیا بیوہ مین یاد آ ابروے قاتل — یہ خنجر شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

جلوہ گاہ شاہد نصاری ہو — تو پھر فرش شجر کیون نہ سایہ نہالونکا

نہین ہین یہ فشتان تبسم شاخین نسیم گل ین — ٹپکتا ہے یہ جوش حسن بدن نہالونکا

روان ہوئین سوے مقتل اگر شوق شہادت مین — قلم پاؤن کے نقشہ کھینچے بلبل کی چالونکا

معاذین جو سیہ گیسو فروغ تمام پیدا کو — چراغ آگے بھلا اونکے چلے کسطرح کالونکا

فلک ستے تو مہ تاشی تیغ ہم کی اداے — اوتارا تو نے نقشہ کسطرح السی بجالونکا

غزل ۱۴

ہوا ہون زار ما ہر من آشنا عصیانسے
سوکھا تا ہے مرتن کو بسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

ترک زینت شہان ہوئی بہار جسم بیجان ہو گیا — آئینہ مین شال ونکا کیون نمایان ہوگیا

آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہو گیا — لو ہوا آب آئینہ مین طوفان ہوگیا

وحشت آگئین جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر ایک دست و گریبان ہو گیا

بعد مردن فصل باران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

لکھنے چھوڑا ہاتھ سے لکھا کہ بیجان ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم ہو گئے وحشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجوم داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھ پہ جیسے ہم ترا مرقد مین آسان ہو گیا
اک چراغ گلفشان رشک چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی کوشش کامیاب
پرتو انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا آسایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبد گور غریبان ہو گیا

سیر گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشک گل
اوڑ کے رنگ رخ مرا رنگ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقش سلیمان ہو گیا

منزل مقصد کی راہ عشق مین جب کی کشش
جو نہال سبز تھا خضر بیابان ہو گیا

مے ترے برسا جو ابر آ ساقی ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیر باران ہوگیا

یون درآئے حسنِ کر دار حرم دیکھے ہمین
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہوگیا

محفلِ مے مین جب آیا دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہوگیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوانِ نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہوگیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جانکر اپنا دلِ نازک مین نالان ہوگیا

وہ شکار افگن جو آیا سیرِ گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طایرِ رنگِ گلستان ہوگیا

مجھکو بعدِ مرگ ہوگیا حاجتِ شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہوگیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہوگیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دل مین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہوگیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہوگیا

کچھ تو گوشِ گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ یکایک گل جو خندان ہوگیا

پوچھتے کیا ہو ہزاروں قتل کرکے حسرتیں	دل کبھی تھا اب تو اک گنجِ شہیداں ہو گیا

غزل ۱۴	باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار اوڑ گئیں سب بلبلیں ویران گلستان ہو گیا	شعر ۱۵

اثر سے موقلم کو بھی نہیں یارا روانی کا	مصور اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا
ضعیفی میں نکیوں کشتہ ہوں زورِ ناتوانی کا	مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا
ضرر کیا ہم سبک سیروں کو پہونچے ناتوانی کا	مثالِ سایہ یہاں عالم ہو گر نہیں روانی کا
دکھا دیتا ہوں نقشہ جب میں اپنی ناتوانی کا	اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا
خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارِ جانی کا	دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا
مزا ہی ہم میں شمع سان آتش زبانی کا	مثالِ شیشہ یہاں توقع نہیں پنبہ دہانی کا
نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یارِ جانی کا	مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا
نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یارِ جانی کا	رہے ممدود سر پر لطف سان سایہ جوانی کا

حباب آسا سمٹ کر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین | یہ ہین مشتاق سوز دل کی گرمی سے یہین پانی کا
خطِ رخ کو نہ کیونکر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف | تری ہستی پتا دیتی ہے قرآن کی نشانی کا
حقیقت مین ہے گویا گرم باتین شعلہ رویونکی | زبانی شمع سان دعوی ہمین آتش زبانی کا
نہ کچھ ہوگی کمی گلزار کے سیراب کرنے مین | مثالِ خار اسی شبنم لئے پیاسا ہون پانی کا
نگاہِ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا | فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا
سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالون پر | بشر کے سر سے اوٹھتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤن نگاہ مین بھی مثالِ رفتگان ماہر
تنق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا | مین ہو کہ کے یارب ہوا ہو گیا
جسے عشق زلفِ دوتا ہو گیا | اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا
ترمائین کیا کیا نہ تن کے چننے | تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رُخِ صافِ یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم شکوں کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبِ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کر کے مشہورِ عالم ہوئے
بُرائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی
سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خون قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہاں تک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فردِ الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مُہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتو تمسے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا — شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دُور تھا — یارب مگر مین سایہ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارہ حسن حضور تھا — پردا بنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمعون کا نور تھا — تہنا تھا یا سرا وننا تھی قدسون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ — اچھا ہوا کہ سایہ مہر بن سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا ور بہی حجاب ہو — پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدا ے اپس حجاب — کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دو دن نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۱۶

آید بعد عمر گر از کوئے یار ما — گیرد به بر نه تنگ هوا را غبار ما

ظاهر شود چه سوز دل بیقرار ما — آتش زند به دامن صرصر غبار ما

چون نیست هیچکس بجهان سوگوار ما — جامه دری کند به غم ما غبار ما

آخر فنا شده همه شان و وقار ما — بر خود چسان ز رنج نه پیچد غبار ما

چون باد تند بود دم احتضار ما — رفت از ثرا باوج ثریا غبار ما

آمد به سر ز چرخ چه بر حال زار ما — دارد هوا بدست خطی از غبار ما

از پیچ و خم نشانه کند چون غبار ما — افتاده است بر سر ما کار و بار ما

در جوشش بحر ها کف دریا شود سحاب — اشکی چکد گر از مژهٔ اشکبار ما

بینی بیک اشاره ز باد فنای دهر — صد بار رخت بست ز هستی غبار ما

گردند صرف ظلمت بحر و بر آن سواد — آمد ز یاد آنچه ز کنج مزار ما

حیف است لطمه های هوا را گمان زید — گردم زند دمی بغم ما غبار ما

از تشنگی مپرس که دریا فرو برد	چون ابر گر برآب برآید غبار ما
آهم خلاف طبع هوای جهان رود	گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما
آن منتهی بپا شد و این منتهی بخشم	آن زلف تو و این شب تار مزار ما
تا آسمان فضائی جهان پر شود زخاک	مشتی زگرد غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸	عالم ز باد دہر چون صدمہ ہا رسید دامن غبار را جگر زخمدار ما	شعر ۵۱

ٹوپی خود کب آفتوں میں تن زار لیگیا	سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا
یوسف کو کیا سمجھ کے خریدار لیگیا	جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا
تربت میں جدھی یہ تن زار لیگیا	کیا جان تھی کہ مر کے بھی کچھ بار لیگیا
سایہ بھی راستی قد یار لیگیا	سودا تھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا
یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکوں کا حال	جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپ کے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل سے پیکان تیر زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چن کے خار وادی پر خار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو وہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسد زار ...

منقار مین اوٹھا کے نجاست کہ کسلئے
افتادہ پر بھی مرغِ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دیسکا غریب
کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہو سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارتِ الفت مین ہر طرح
سودا بکا تو رونقِ بازار لیگیا

منظور حال زار دکھانا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغِ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزلِ عدم
جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنسے ہوا کرتی تھی اودھر
وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاکِ لباسِ قبر بھی تھا بسکہ مجھپہ شاق
پیوند کے لیے جسدِ زار لیگیا

نالے اوسیکے گوشِ گُل باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورتِ منقار لیگیا

یون نکلے سیرِ باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگ رُخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا و ٹھتا ہے راتکو — وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہوکے بھی کچھ خاک بچ رہی — حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو — آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون تیرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال — زخمو نکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش — جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخمِ تن مرے — کھلوا کے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی ہوئے — گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنجِ قفس سے پیشکش باغ کے لیے — تیّے صدلکے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسانِ زلف — یون خار مین چبھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر — وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی پہ ناگوار — سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ اوسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانونکے لیے
آنکھونسے چھلکے دشت کے مین خار لیگیا

لین لاکھ حق کی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کس کے زخم مرہمِ زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سرِ دار لیگیا

کاغذ بھرا اور اتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلبِ زار سے
جب منھ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر یہ پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اجہا مین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ حسنی مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر یار لیگیا

گوہرسی ٹپہکی کون ہی محتاج دہر مین ۔ جو آبروسی شئی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹

ماہر کہہ اوس سی پونچہلے چشم سیہ کا حال
کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا

شعر ۳۷

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا ۔ تہم کے سایے کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا
دل نہ دکھتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا ۔ چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا
باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا ۔ اچہی دل کو مین حسینون سی ہرا کیا کرتا
مین عزیزون سے بہلا ترکِ وفا کیا کرتا ۔ خون مین غم ن ملا تہا تو جدا کیا کرتا
ہوشمین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا ۔ ہون حباب لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا
تہی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا ۔ ہاتہہ مطلب سے اوٹہاتا تو دعا کیا کرتا
نام مین وصفِ صفائی سی بہلا کیا کرتا ۔ اور کے خون سی مین نشو و نما کیا کرتا
عکس آئینہ ہو مین اونسی گلا کیا کرتا ۔ لب ہلاتا بہی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین — اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیسکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون — دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ مٹا مین صفت نقش قدم — اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے — جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک — اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن — دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے — اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر — ساتھہ سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھون کو کھولے رہا ایک ایک حباب — سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین سے تجھے — نے تیری سیر طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو — اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز پہ یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سنتا تو درا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نہین ہو تو اونہین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغ ہوا تنک گوے تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک
اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکن مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھ کچھ تھا یہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایکو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آپسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح بجھکی نہ جلبت کیونکر
جو فنا کرکے بلی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی مہ اماندہ بیکس کی صدا آتی تھی — کان پر ہاتھہ نہ رکھتا تو ڈرا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھہ نہ پکڑا اپنی نی — اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج اٹھہانیوالے — سر برہنہ جو ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفوں کے تو یہ نالی ہین — بیٹھہ جاتے کہین تھک کر تو ڈرا کیا کرتا

دل تو خیر ابہی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان — اب سینے کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلائے ہوئے دینی کی لئی — اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰

ہاتھہ کس نے دئین بند ہوا دئی وسنکے ماہر
شوخیان اس سے ہوا رنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵

نہین ہے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا — کہ آنکھہ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

لکھو شباب سے کی نہ ولولہ دل کا — نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھہ حسینون پہ حوصلہ دل کا — کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اور تمین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی یہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہی آب کا چلو بھر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو نہ ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو نہ گلہ دل کا
کبھی تو منھ ہی سے پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کاران درد فرقت ہی
نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلیجہ ہی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھکی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو
اسیطرح سراوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب
وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جانکی ہیانس او بھری ہے
اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین
ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھہ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی
سراکو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خارِ رگِ جان سے چھیڑ دون اسکو
تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین
دکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی
کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب
سہ منزلہ کئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبھل کے چلو
ملا ہی گیسوؤن سی جا سلسلہ دل کا

عجب نہین اس اشارے سی چلی آئین
تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہین وہ نہین وہان کھل رہی ہین زلف کی بل — ہلا رہا ہو نہین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلمین وہ اوہنین — مجھی جگر کا ہی شکوہ تمہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وہی سی مری کلیجے کی — بھری ہی آکی پچھا گل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سی کیونسا ہین سائین کی آواز — نکلگیا تھا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی جب کچھہ کہون مجرم — چلو سدہارو مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر — نکلگیا ہی اہی سی جو حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا — تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مرے دلمین — دہری ہی پیار سی منہہ لیکے آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا — ہماری دل سی جو نکلا تھا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون — دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹنی جو منہہ وہ دیکھتی رہجائین — جو دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پردہ مین
جو راتارات نکلجایٔ قافلہ دل کا

سرایٔ زلف کی حجرے بہر ہوئی ہین تمام
اور تر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی
لٹا ہی گرد کے پڑے مین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا
دبایٔ راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کھویا ونسی کہ اب ڈھونڈھنی سی کیا حاصل
نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے
نکل رہا تھا ابھی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتھہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون
کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچھہ حسن کو جو روکے ہین
کھنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتھہ سی جو کبھی
تمام قصے ہون ہوجایٔ فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین
کہ دم مرا لیٔی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کمسنی یہ دم نزع یہ چلے آنا
ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق سے لپٹی ہو رکھکے گل تکیہ
اوٹہاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجہن سے تم نہ گہبراؤ
اسیر جسی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکہنی والونکی پہٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈہانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا
اور بہی جسم گہلیگا سر اگر خم ہوگا

دل بہی اک زخم ہی خوش ہو گا تو بیدم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساؤگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ پیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سی نکچہہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل و گلونگا سر فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان کے مر جانیکا ماتم ہوگا

دیکہینگی اولٹی ہوئی آنکہین بہی جہک جہک کے ہنین
نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

غزل ۲۲	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھہ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	شعر ۱۷

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم تباؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کرسکے بُرا کیا
مرنیمین ہات پاؤن نہ ماری تو کیا کیا

نہ لاش سی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تونی اوہکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بسیون فنا کیا
جسطرح آب جام گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تہا کہ ایک مری خوف دفن سی
برسون زمین کا بہی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پردیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کہ یہ فور شمع بزم
ٹھنڈا کیا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجہا نا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھون پہ تو کیا کیا قصور
اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت خوشا نصیب
گر تھک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گھر جو پھر گئے
پُتلی سا کوئی آنکھہ مین سو برن پھرا کیا

کہتا ہون کروٹون مین شب ہجر کی یہ مین
دشنک تر دل تہارا اتکو پہلوسی کیا کیا

افسوس مثل عود ہی پہوٹی نہ بو کبھی
اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پر دیکہین پر کی توڑ دیئی میری استخوان
وعدہ تو کچھہ کیا تہا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون
وہ ہی سنائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شعر ۶

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا آ کہکشان میرا
شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کہ وہان بہی مقدر رہا جوان میرا
مٹا جاتا ہی گردون اور نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدائی رنگ غنچہ ہی پر روان ہی کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھے ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہی سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا
شررکے رنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکرو جو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
ادہر ہی قافلہ بو کا ادہر ہی کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہوای قہرِ دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادہر دشمن ادہر دشمن آسمان میرا
سہارا اب تنکی کا بہی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کوئی تہا قدردان میرا
مثالِ حرزِ بازوی پرندہ تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو ہی یہ گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹی گا کاروان میرا

سفر مین سنکی یو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہوا ہی کچھ کمی تشنی تہی جسنبی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہتی جو ہا ہتہ اہل کاروان میرا
تہمین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تری ہمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک ٹلتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہے کچھہ بیان میرا
چمن مین جسطرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان سے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی ماتی کہ روئے ناتوان میرا
اوڑائے رنگ تو تصویر سے پڑجائے نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہمصفیرون نے پس پشت آشیان میرا

مثال ریگ ساعت قسمت میری بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بجائے خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مری دامن کو رنگین اشک خون سی دوست ہوتی دین
محبت مین لٹی گا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستے سے چلنی کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی گیا لاشہ بھی ہو تھم تھم کر روان میرا

مثال ریگ ساعت چھٹ گی خاکساری کیا
زمین پر تھا قدم آسمان پر تھا مکان میرا

لحد سے خاطر نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہیں جو جھٹ مٹا دیتا نشان میرا

کہا میں نے جلو جھکر مٹا کیا اب جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیوں سے آشیان میرا

فلک پر کہکشان تجھ دیکھکر کہتا ہوں افسوس قیمتین
زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہے گویا بوے گل ترا ئیگی ایسی
اوڑا یا بلبلون نی گر کبھی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھ کیونکر بحر ہستی سے
لگا تہا کشتی عمر رواں پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور میں مٹکر یہ کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہیں مجکو نشان میرا

ادب آموز شمع بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین بڑھ چلا تہا مجھسی کوئی ہم زبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تمکو بھی کچھ ہے
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہے کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو نہ مجھسی حال قسمت کا
یہ گردش ہے کہ میری ساتھ ہے پہرتا مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنگی قفس میں مین یہ کہتا ہون
کدہر ہے باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خوش ہون کہ خود ہون
کریگا تیر باران ہی مجھی نام و نشان میرا

مثال رنگ ساعت ہے مدون کسطرح کی گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

تباہی ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑہی رنگ چہرے سے تو مٹا نشان میرا

جہان سب گرد شین ہین ای فلک یہ بہی کہا مجکو
حباب بحر کیطرح تو گری مجہپر مکان میرا

نشان سے کہین شگاف کلک کا حساد حرف مین
کلیجے چاک کرتا ہی عبث ہین طرز بیان میرا

قفس مین ہین وہ مین ہون پہولپہر ہی شاخ گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی مین آشیان میرا

نگین کیطرح مجکو دوست کیون رکہی ہر نامی
کہ تجہ کے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

تو ہی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سرکو میری لوٹن کی پہرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثل حباب بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو ای حسینو دل بہت ہے ناتوان میرا

فلک نقش نگین تیرے تمہین ہو جسن تو کچہہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کس سن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سر کو کہ دم دیتا ہی قلب ناتوان میرا

محبت ابرو ونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دم زور کمان میرا

نکلیونکو بند کر دی ضعف میری جا لگی آنکھونکو
ڈرینگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

نجائی سجھی ضعف پر وسعت زمانہ کی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین سی پیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سر کین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

نقوش آب کی صورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھون تو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھیی صدمہ اسیرونکی جدائی کا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثل خامہ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بھی کم ہی کیا نام ونشان میرا

علامت کچھ نپائی جب شب فرقت تو مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کے قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تھا دکھایا آئینہ اس سے
دکھائین مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

خیال ریگ ساعت نے اولٹی سانس لی ناچار
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثل برمردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیمجان میرا

مثال کلک جب خجے ہو کشتی کیونکر زبان لکھون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی
جگر سی کچہہ کہیگا حال قلب ناتوان میرا

تڑپنی مین نہ مین رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقتین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ایک ساعت جب مہ و مہر دو گردون نہین
جو کچہہ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعر ۱۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا
زمین پہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ای شب وصل اگر تو خواب آیا
غرض و نہین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی اودہنین ہوشمین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستو نمین انقلاب آیا
جدہر وہ آنکہہ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا
ہماری بخت سی نشہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا
یہ روشناس کہا نکا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جا کے بے حجاب آیا
نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مکرر نشہ شراب آیا
طنابین کہنچ گئین گرد ونپہ آفتاب آیا

اجل کہا او سی نا واقفان فرقت نی
جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بہی آکی امید رکہیئے گا
طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری
جگر کو چہان دیا وہ میسر آب آیا

مین ہی تو تہا سبب راحت عالم
مری ہی نیند کی طرح سبکی خواب آیا

ہماری آنکہیں تر ہو گئی پسینہ مین
جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی نہ مانہ ای گردون
لگایا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی
چراغ حسن لیے عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تھا عمر آئی ایسی جوش پہ یہ کہا یا
اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اپنی ہوئی خود بھی حسبِ شباب آیا

نشانِ خجلیِ رخ ہی سنے لکھا کاغذ
نہ سمجھی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بہی پردیکی حد سمجھ لیں سب
حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادت کو نکو بہی میری کبہی نہ خواب آیا

دہمک نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجھسے
خبر تجھی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہاری طرح حسین وسکو نہ دیکھتا کوئی
حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگسِ جادو نے کر دیا ذیقدر
جگہہ دی آنکھو مین لوگون نے تو خواب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاند سی صورت
حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا بھی بدنصیب نہو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سہی ہی عکس آئنہ اوسکے
ہٹا جو غیر پہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ نیچی آنکھہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا
سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اور بھی ہمت
گڑہی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرتیلگی عاشقونپہ کچھہ چشمک
کمر کسے ہو جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ نہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین سوئے
ہمین تو سبزہ صفت پیر پا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گر دِل تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہین جو نیند کو ترستی ہین
تہہ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسیکے آنیکا احسان اب نہین مجھپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کبکا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب بروئے لئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
پھر کے آنکھون تھکی قلب مین آرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
پھر کے آنکھین تماشائی سر بام کیا

جبسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتی ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جب ہوئی شام سی آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی سے شے ہوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۱	وله	شعر ۴

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی تھا	عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی تھا
دیکھی مجھ سبی نگھین ملتی کہ لڑنا ہی تھا	جسکو کہتی ہین بگڑنا وہ بگڑنا ہی تھا
انسی نظرین نہین ہوئی صلح تو مین سمجھ گیا	آنکھین لڑنا جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی تھا

غزل ۲۰	کیا ہوا لطف ہوا جو اشارے سے جھکا سرو کو سامنے وس قد کے اکڑنا ہی تھا	شعر ا

جلال حسن او نہین نشہ شراب ہوا	جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

غزل ۲۲	وله	شعر ۸۳

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا	چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا
عکس آئینہ بھی نا وقف تھا گو دمساز تھا	خود سے بھی بیگانہ تھا جب دلمین میری ساز تھا
رقص مین رنگین صدا کے جب چمن ساز تھا	پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبہ آواز تھا

حاضری بھی اپنی روز و شب کو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھوں کا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی دعوی انداز تھا
تھیں جدائیں تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگام بزم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا
جب سپند آتش پہ تہا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی سی ساز تہا
بو ہوا پر کیون نہی ملگیا و ہنسی رنگ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاج ساز بہی نا ساز تہا
چنگ کی نوبت یہ تہی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائر تصویر سے کچھ ساز تہا
رنگ کا تھمنا بدن پر مانع پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن ب ممتاز تہا
جام مین مے بھی اور اون آنکھوں مین خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا ہوتے یا تو ناز تہا
یاد ہی مین اونکی منہ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہاری مجکو یون روتے تھی لوگ
دوش صر صر پر جنازہ صور آواز تھا

بوئی غنچہ بنگیا تھا کیا مین ہنگام گناہ
لاکھ پردونمین بھی تہا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمت مردانگی غم کے شکنجون مین خموش
خنجری مین تار رگ جب کھنچا تہا بے آواز تھا

تیرگی تمام فرقت مین گم تھی وحشتی
دست نالہ مین چراغ شعلہ آواز تھا

لاغری کی دم نکلنی سے پہلی کہیون نہ وہ
ہچکیان مضراب نالہ تار کی آواز تھا

تیری نالون کا تمھین دھوکا تہا زلفون کی قسم
سائین سائین رات کرتی تہی مین بے آواز تھا

مری شرم گنہ تھی سرنگون رہتی تہی جو
سب سے منہ جسنی چھپایا تہا وہ میرا راز تھا

سوز دل سی تنگ وڑا تہا یہ مرا فرقت شب کی
منہ کا عالم تہا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

ناز اوٹھانے لاش اوٹھانے کا سبب سارا یہ تھا
ناز اوٹھانی پہ ہین اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑھ گئی خودبینیون سے اور بھی رخ کی صفا
خود وہ کیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

کھیل کر آیا پپوٹون سی گل رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکھونکا نظر انداز تھا

ہو رہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منہ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر مین سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دود دل ہنگام نالہ سرمۂ آواز تھا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھ نہ کچھ
خون رنگ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

پیش آتا راستی سے کسطرح گردون دون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثل کلہ کجباز تھا

دیکے دل آستہ کھوکر اوسی کی پونچھون مین نہ
جان کر انجان تھنی کا عجب انداز تھا

دستکاری مین تجھی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر شخی جو حال صیقل ساز تھا

چھوٹتی کیونکر برنگ بو نہ آخر بات بھی
غنچۂ گل مین تھی نکہت میرے دل مین راز تھا

وہ تو وہ اے بیخودی مجھ تک نہ آئی کچھ صدا
ٹوٹنا دل کا مرے کسطرح سنے آواز تھا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑ رہا تھا کسطرح
بولتی رانونکا سننا نامراد مساز تھا

تیر چل جاتی تھی اولٹی خونکی دھارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بھی تیر انداز تھا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
بیخبر کیون اونسے آتا اونکا خواب ناز تھا

اک اشارے مین قلم سے کی کھنچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر تو بہت کچھ ناز تھا

ایک ادنی تہا یہ زورِ اثرِ و بادِ دودِ آہ | خود چراغِ زیرِ دامن شعلۂ آواز تہا
دیکہہ تو حسرت مین کیون لگی جاتی تہی پیٹہہ | کون تربت پر مری خوش خرامِ ناز تہا
وائی بیدردی آیا وسپہ بہی کچہہ سمجہہ رحیم | توس سے کتنا گریزان دستِ تیرانداز تہا
خدمتِ ظالم لگا دیتی ہی دہبا کچہہ نہ کچہہ | تیغ جب وجلی تہی میلاد صیقل ساز تہا
کیون نہو جاتا فنا طعنِ زبان سی ضعف مین | مجکو آوازہ شکستِ رنگ کا ناساز تہا
اتنی مدت تک توی رکہی تہی مانند اونکی بات | کچہہ نشان تہی وسمجہہ دلمین جہان پر راز تہا
سایۂ طائر کیصورت حسرت نالہ رہی | کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہہ بی آواز تہا
رہگیا تہا کیا یونہین خالی پہڑک کر قید مین | تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تہا
آئنہ لیکر مین اونکی ہاتہہ سے نادم ہوئین | ایسی ہی کوئی ادا تہی جسپہ اونکو ناز تہا
میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس | زور بازو پر کبہی مجہکو بہی اپنی ناز تہا
کیونکر اب میرے نشانی مین خطا کرتے خدنگ | گوشمالی کمان مین دستِ تیرانداز تہا

کس سے پوچھوں شہر تھا دو نین کس کا تلخ تر
منھ مین افعی کے تھا چھالا میرے دل مین راز تھا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رخ نے منھ پر کہدیا
وہ چھپاتا کسطرح جسکا کہ درد راز تھا

دیکھتی تھی خود جوانی اولٹی آنکھوں سے اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تھا

یاد ابرو مین ٹھری مثل نالہ دوست بھی
آنچ تھی تلوار کی یا شعلۂ آواز تھا

ذکر کیا اورونکا خود اپنی ادا پر گر پڑے
جھلکی دکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تھا

میری مر جانیکا دھوکا کیون ہوتا ہجر کو
شب بھی سناٹی مین تھی اسطرح بی آواز تھا

بوجھ اونکا خود لونہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹھا سکتے تھے لاشہ اوسے اوٹھتا ناز تھا

طائر تصویر ہون کیونکر چھپاتا درد قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تھا

بعد بربادی کھلا مجھپر کہ انسان تو نہ تھا
بوئی گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تھا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوئے مجھپر قدر انداز تھا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ کہتے تھے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تھا

پہلی اوناوک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف کچہہ خبر اپنی ہی تہی مجہپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا بوئے غنچہ جب مجہی سو قفس تہی پر نہ اک ہی مانع پرواز تہا

پیچہے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹہی جاتی ہین یہ ہین نزع مین ہمکو اعضا کی رفاقت پر کہیسا ناز تہا

جاؤ بیجا کچہہ نہ تہا اسطرح لیٹی ردا تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بند ہوتے ہیں ہو میکدہ کی راہ کیونکر واعظو جب نظر کی در نشان ہات تیرے باز تہا

اپنے جانین سے کی سازش گئی منت کی حیثر اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خواب ناز تہا

آفرین دل کو کہو سکی ہی تہی کوئی بساط ایک عالم نے اوٹہایا جسکو یہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی عیش تیری سوائی خلق دم ہلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجھی نہ یہ شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شیفتہ کا سر مسیح سی آی خضر کہلا کیون نہ آتا اک زبان پر دلونکا راز تہا

مورد انظار مردم ہو گئے ڈر انجام سی
بعد ناوک تھا ہدف پہلی نظر انداز تھا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تھا

اونکی چھیڑین کچھ چلی جاتی تھین سوتے مین بھی
چشم کی گردش سہی گہوارہ مین خواب ناز تھا

ورتھین باتین جہان اک تہمت نالہ بھی تھی
بولتی تھی رات فرقت کی مین نے آواز تھا

کاندھا دیکر ضد مری کھلی تو سب کہنے لگے
پاؤن پھیلاتا نکیون آخر شہید ناز تھا

اہی ہا واللہ سبکی ہر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی اوٹھا جو وہ میرا ناز تھا

کاندھا دینی کی تو چرچے ہو رہے تھی راہ مین
لاش اوٹھائے جسکو جاتی تھی وہ کسکا ناز تھا

گم ہوئے تھے ہوش جب غیرون مین تو کوئی نہ تھا
ایک مین تھا دوسرا دل تیسرا خود راز تھا

ہی نہی گم ہوش وہان خلق سی لب دربدر
ناز پروردہ دل عشاق کا جو راز تھا

بھولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرہ باران سی تیر انداز تھا

زخم اپنی دلکی بھی تو دیکھ او ناوک فگن
مین بھی اپنی یاس کی نظرون سی تیر انداز تھا

پہر ادا تھی آفتِ جان اپنی پنی وقت مین	دنکو آنکھو نکی اشارہی شبکو خواب ناز تہا
ہم باز آنکھو نکار کہنا بہی پیار کی ای ادا	دیکھتی تہی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز تہا

غزل ۲۹	ای معاذ اللہ ماہر تہا وہ عاصی دہر مین رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تہا	شعر ۴۳

جب می تہی تو کچھ حسن بہی تہا جلوہ گری کا	شیشہ تو اب ادترا ہوا جاتا ہے پری کا
کیون سبکو گمان ہے مری اشکو نکی تری کا	پانی ہی چرایا ہوا زخمِ جگری کا
یہ بھی ہی نشان چرخ کی بیدادگری کا	داغو نمین جو ہی رنگ گل نیلوفری کا
کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا	جو آہ ہی جھونکا ہے نسیم سحری کا
قائل ہو نہین کیا برق تری جلوہ گری کا	کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخم جگری کا
غل صبح قیامت کی تہی کیون جلوہ گری کا	کافور اوڑا ہے مرے زخم جگری کا
خود اونکو بہی دہوکا ہوا اشکو نکی تری کا	کچھ دل جو بچا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوز جگری کا
سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہد فلک نیلوفری کا
زنگار اوڑا ہی مری زخم جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا
ٹھرا نہ کبھی پاؤن نسیم سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ
نگ دست مژہ مین ہی عقیق شجری کا

ٹرتی ہی تو کسوت سے سرخ کے شیشے
انگور بندھا جب مرے زخم جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو رو ان صفت ابر
مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوز جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین
نشتر جو پڑا موج نسیم سحری کا

کشتی کیطرح ڈوبگئے چرخ پہ تارے
دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی ہی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین
کچھ غل جو سنا ہے مرے بال و پری کا

ای وحشت دل مرنگیونکر ہون ہوا پر
ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی
می کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیئے ہین — پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون دل اب ہو نہ مے ناب نظر مین — ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوئی حسن رخ گل — کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدہ دہر مین ہمکو — تھا قلب کہ شیشہ مئے خون جگری کا

صحرائی قیامت جسے کہتا ہے زمانہ — اک وہ بھی ہے دامن مرے زخم جگری کا

جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہے — تارونپہ بھی عالم ہے چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی ہے کبھی پھوٹ بہا ہے — دل بیٹھ گیا ہے مری بیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کی لو آب — بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سے نکل آئی ہین معشوق — جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع — دل کوئی جو رکھ لے مری بیرانہ سری

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون — ارمان ہے آنکھو کو بھی درد جگری کا

ہلتا ہے یہ سر ہی نہیں پھر ہی جاتی ہیں آنکھیں
ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
اوترا ہوا پھاہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی نہیں جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہین دل مین مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں مین مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی ہی کبھو شیشوں سے ہشیار ہوا ہی
انگور چھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گرہ ہونٹ پہ ترے پائے
دن ڈھل نہین چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا تو نہین کہتی ہین شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا تو نہین کہین تخت پری کا

سر کی ہی رد آنکی کوئی اونسی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا اور آسن پنجری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہین زمین پر
اللہ اثر یہ مرے بے بال و پری کا

دل گل کیطرح چاک ہو سبزہ کا چھٹے ہر
کانٹا نہ چبھی موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک تدین آبلی ہر بار تپک کے
ضرہ نہ کوئی تمامنی درد جگری کا

کافور کی بو کو تو ہوا آکے سنبھالی
ہات ایک نہ پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ناہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف باء

بی کرن کیا میر یجان جسن چراغ آفتاب
کو ملین پھوٹین تو دیکھو سیر باغ آفتاب

ای فلک مست تونسے کر حفظ چراغ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھرا ایاغ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ رنگ حسن باغ آفتاب
ہین شعاعین موج صہبا سی ایاغ آفتاب

ای زہی صانع زہی صنع چراغ آفتاب
دست کاری سی کرن کی گل ہی باغ آفتاب

کسکی نظرین ہین خطا نور چراغ آفتاب
بال ٹرنیسی رسا آخر ایاغ آفتاب

صبح صلت ہی تمھو دیکھو ایاغ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کرتی ہی باغ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جیب صبح داغِ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغِ آفتاب

مست کیون ہون اب نہ چوپائی سُراغِ آفتاب
دہوپ پھیلی ہے کہ چھلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردِ دل سراغِ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشو بیغل ہو گیا شکل ایاغِ آفتاب
جام جب صبح کا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغِ آفتاب
دورِ چشم مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشم میگون مین ہے وہان عکسِ چراغِ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھہ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبح دم آسمان
نیچی نظرین بہی تو دیکھین سیرِ باغِ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعلۂ صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکھ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یوہین شریکِ حالِ غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرین سے مستونکی بچا اسکو فلک
آنکھون آنکھون مین نہ پیجائین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا اونہین
بنگئے خطِ شعاعی نہر باغِ آفتاب

خسرو اقلیم معنی ہون ہے یہ ادنی سا وقار
سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظروں مین جہان
کاسۂ سر مین جلا دے اب چراغ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تا شعاع
سلسلہ پاکر نہ پہنچا ہین ایاغ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہ خلق سے اے میکشو
شب کو میخانہ مین جلتا ہی چراغ آفتاب

تیرہ شب ہے فی حقیقت مین نگر ایام دہر
آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغ آفتاب

منظر اونکی نگہ پر کیون نہو سیر شفق
کچھ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغ آفتاب

گو دکھے پالون ہے رکھ دینا ہین امید شکست
ہی خطوط نور سے پر مو ایاغ آفتاب

کیون فلک اسپر ہی اب اندھیر عالم مین نہین
شب کو چھپ جائے جلے دنکو چراغ آفتاب

کس نگہ سی شرم وہ صبح شفق گون تک گئی
بن گیا اک گل سمٹکر حسن باغ آفتاب

اک کہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین
جب ہوا جویا فلک لیکر چراغ آفتاب

کیون بخار دل نکالی آتش فرقت نہ چرخ
کھو گیا ہے صورت دینار داغ آفتاب

ہما جہانِ غم یوہین دیتی ہین غیرونکو بھی غم
جسطرح آئینہ مین ہو عکسِ داغِ آفتاب

انکی خیلِ چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام
دفن کر دی صورتِ دینار داغِ آفتاب

ہی غرض انکی شرابِ آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکے داغِ آفتاب

فیض پاکر سرکشی اوستاد سے اپنے نہ کر
نور بخشِ مہ ہی گل ہو کر چراغِ آفتاب

میری داغِ آتشین سی گر نہو تا خوفناک
تھرتھراتا اسقدر پھر کیون چراغِ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دہبا شفق کا ایک داغِ آفتاب

صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغِ مسکن دریا چراغِ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبضِ برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغِ آفتاب

غمکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغِ آفتاب

طبعِ نورانی مین جو یا عیبِ ظلمت کا نہو
تیرگی کیسی تھہ پائی چراغِ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکسِ ایاغِ آفتاب

ناز کی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تار شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جاکے شبنم باغ سی ہوتی نہ داغ آفتاب

گر بہار دہر کی کچھہ اصل ہوتی اے فلک
گلفشاں ہوتا کسیدن تو چراغ آفتاب

جب زر انجم بخیل چرخ کو اتنے ملین
شبکو خورزدہ کیون ہو دنیا داغ آفتاب

شام فرقت کا اثر یہ ہی فلک کیا غروب
تیرگی ہی نہین دیتی سراغ آفتاب

ہو نہین رند آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹونکا ہی تنجالہ ایاغ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجا ہی اسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغ آفتاب

میری عالی ہمتی ہی بفلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑہکر کری سیر دماغ آفتاب

کی نہ شرکت سوز دل مین ایک تی غیر از شعاع
رشتہ داروں ہی کی تھا کچہہ سوز داغ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسن باغ پر
دل مین لالہ کی چھپا ہی رنگ داغ آفتاب

جسنی جوہر دہبا لگا دکھیا نہ پھر جیتی ہوئی
آسمان کی ہو یا کری دریا مین داغ آفتاب

ساقیوں کا اب گلہ کس سے کریں وا اے شام ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغ آفتاب

سوز دل میں کیوں نہ گذریں زندگی کے دن مرے
کھولکر آنکھیں جو دیکھا تھا تو داغ آفتاب

مست کیوں جامہ سے باہر ہوں نہ اپنی تار شعاع
موج مے خود ہی ہے بیرون ایاغ آفتاب

شب کو زیر خاک جانا تھا تو یہ تا افلاک
آگ اندھیری قبر میں جلتا چراغ آفتاب

آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھا اک حسین فی الافلاک
کیا بنا تھا خاک سے میری ایاغ آفتاب

حیف ہے انسان ہو کر عیب لوگوں کی کھول
اوڑھ کے دامن میں چھپا خاک داغ آفتاب

ہوز میں سا ہی تھی قسمت شراب اے بادہ کشو
گر ملا بھی منھ سے تو خالی ایاغ آفتاب

کیوں جلوں گرمی سے مے کی میں مثل ذرہ جشر
میں نہوں ہو لب لب الفت سے ایاغ آفتاب

ہین شعاعیں یا نگاہوں میں یہ چاتی ہے صبح
دست نازک پر رکھی ہے ایاغ آفتاب

یہ سمجھکر بزم میں ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہے ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سے ہوں ٹھنڈا پر مگر اے آسمان
دل کبھی میرا تو بجھ جائے چراغ آفتاب

دفن زیر خاک ہوئی ہی کہلی گیسوی شب — اسکے ہاتہونکا یہ کشتہ تہا چراغ آفتاب

بیٹھی ہین زیر فلک بہلی ستی مست اس شوق مین — صبح ہو لیے پہو شفق جہلکی ایاغ آفتاب

آخر مین مستونکی دم بہر نیکلو ای تار شعاع — کچہہ تو کہینچ آئی ہی صہبای ایاغ آفتاب

کیا کہون اوج کدورت کو مین ای بادہ کشو — گر دغم بیٹھی تو ہو دور ایاغ آفتاب

روز روشنکی گردشونکو کیون نہ دو آنکھون جا — دور چشم مست سے دور ایاغ آفتاب

دیدہ ای اپنی دست نازک سی کبھی ای شعاع — گر نہین ہاتہون سے تہم سکتا ایاغ آفتاب

ای فلک دفن شب فرقت کا دیکہا کچہہ اثر — زنگ آلودہ ہوا دنیار داغ آفتاب

دیدنی پہر روز و شب ہی تیغ ادتی سرا — ساتہہ آنکہونکی اگر پہرتا ایاغ آفتاب

میکشی کیسی فلک او ستم میگونکی قسم — آنکہہ بہر کر بہی جو دیکہا ہوا ایاغ آفتاب

دور دانجم تک نچہوڑا جذب سی مستانگا صبح — خاک میکش سی تہا تہا کیا ایاغ آفتاب

چار آنکہین کبہی ہین میکش تو ہی لطف سحر — چار گوشہ ہین جہانکی چار باغ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب بھی سمجھو میکشو
کان بہرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب

کیون صدا رعد سی کہر پڑی مستون کی چوٹ
کیا بجا کر برق نی دکھایا ایاغ آفتاب

کیون شعاعون کو نہ راہ دل کہون ای میکشو
یہان بلین پلکین وہان چھلکا ایاغ آفتاب

دیکھ انگشت شعاع ای چرخ اشاری کو سمجھ
ہون مین بھی مستون مین فرحی ایاغ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خون ناحق کی قسم
دل بجھا ہون مین بجھونگا چراغ آفتاب

دین ساغر کان اس سنی کی بھی مشتاق ہین
آنکھین بھی پھٹین اگر دیکھی ایاغ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون کی ہی تار شعاع
بال کی بھر فرق پر اب ہی ایاغ آفتاب

دھوپ مستون کی طرح گھٹ بڑھ رہی کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

غزل ۴۲	جا پڑین یا ہو عجب کیا مست بھی مثل شعاع ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب	شعر ۹

ردیف بائی فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہ ہو سکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ اے جان جہان آپسے آپ

غزل ٣٢

نام لین پیاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے فوارہ نکلی ہے زبان آپسے آپ

شعر ١٥

ردیف تاے فوقانی

کون ٹھہر سکتا قیامت تھا قد دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہ گئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہ زانوی دوست
لپٹے جاتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہے یہ حسرت قتل ہون تو یون تہ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر ذبح مین گیسوی دوست

یون جھکا دے ذبح مین اے سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہو اور خنجر پہ ہون ابروی دوست

اُف رے جذب دل اُتر آئی شبیہ روی دوست
میری نظروں نے جو آئینہ مین دیکھا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری خو بنگئی ہی خوی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو مین مجکو بوی دوست

کیا خبر گل کی کہ ہوا انجام سر چڑھنے کا کیا
آ گئے ہین ایڑیون تک آج ہی گیسوی دوست

مردمِ آبی پہنسے خود گردشِ گرداب مین
بازوونکی مچھلیان جب پھر کے آئین سوی دوست

انتہا اب ہوگئی ای سخت جانی رحم کر
پڑ گئی خنجر مین بہی بل صورتِ ابروی دوست

سختِ جانی بہی مزا دیگی ہماری قتل مین
حسن ٹہر جائیگا جب پہر جائینگے بازوی دوست

دستِ قاتل کو تکان دیدیگی کہتا ہون یہ خود
ایک گلا اب تو ہی اے قوتِ بازوی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دہار
چوم لیتا مین جو بچ جاتا ہے کوئی بازوی دوست

نام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکہین چرائین مین نے دیکہا سوی دوست

سمجہے تو ہتیار ہی تہی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دست سے بازوی دوست

غزل ۳۴	حسن اور تابِ کششِ ماہر خلافِ عقل ہے شانہ کے کھچنے سے کہنا ٹھہر گئے بازوی دوست	شعر ۲۵

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح
آفت کا تہا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بہی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا پتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھرا کسی طرح
لنگر سی بہی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیجاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان قیس و شیب بھی
دن کو بہی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تہا کیا مین گرِ نگاہ دہر مین
بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیکی دل سی ہا آبِ اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ پھٹی جسطرح غبار
وحشی جو پاوین دامنِ صحرا کسی طرح

مجھہ سخت جان کو غم نے پچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر مین ہوون
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزے مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہ ہوگی تری چشم
صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسو لئے بھی ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پھندی مین آشنا کی نگیون پھنسا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

اے بیخودی مژہ کی نہ ہوتی جو مجھکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو گرم
چہرے پہ کوئی رنگ نٹھرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظروں مین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکے نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان
یہان دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعف درد دل سے مین کیا بنگیا ہون اب — منھ بر ملا آنسو ونکا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کرون کسطرح سی مین — مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سی ملا نہ دل — بچتا نہ لڑکے شیشہ سے شیشہ کسی طرح

غزل ۱۴۳

روتی مین گرد غم کو تو ما تھا ہوا عروج
ورنہ غبار منھ مین نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۱۴۲

ہی تنگ دل کسیکی دل مین مجھ سے مکدر کیطرح — ہر نفس ہی یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہمسر نہ خنجر کیطرح — جان سخت اپنی ہی تیغ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سی ہی جگر بھی دل ہی اخگر کیطرح — سینہ ہی مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح

ضعف نے کسکو جہان مین مجھ سے لاغر کیطرح — چوٹ مجکو پھول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرش خاکی پہ ہی تکیہ مسند زر کیطرح — فقر مین اپنی للہ الحمد ہی تونگر کیطرح

تیز ہی تحریر سی اونکی مین لاغر کٹ گیا — زیر تیغ خامہ تھا گویا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی سراپا ہون اُٹھوا ہجر مین ‌ ہی ہر اک مو مری بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گرد دیکھین جھنور ‌ آئنہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جو تیشِ فصلِ گُل ایکی ہر محفل ہی باغ ‌ شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع ریا نظم مین ہوا ہون ‌ ذہن ہی مثلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہی ہوگیا قلبِ صفا کو دیکھکر ‌ آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئی منھ کو کیونکر دل مرا ‌ پا بگل گردِ الم مین ہی صنوبر کیطرح

موج اشکِ غم مین نالی طبل آہین ہین علم ‌ ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو تر نظر ‌ موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش آہ و آتش مین اگر ‌ پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی وہ سر داور ‌ گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم کی تھر کیطرح

تھا وہ لاغر دید سی وہ نکی جو کچھ پانی بھرا ‌ تر بجا ہین تارِ اشک دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر — کاسہ زانو ہی پہ مو کا سہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب ہا افتادہ اوٹھا کر مین حزین — کھل گیا دل بندِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما مجھین نہ مجھ لاغر کو کیون اہلِ سواد — صفحۂ عالم مین ہوئین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک — لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیون کی کوفت نے مشکل سے توڑا دل مرا — یہ وہ شیشہ تہا جو ٹوٹا بہی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہانمین جو مرا دشمن نہین — تشنہ خون موجِ دریا بہی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان — آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہون زغم مین کیون نہ رکھون خلش — دلکی پھوڑیکو رگِ جان ہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بہرون — خود کھنچ آئی بوستان بوے گلِ تر کیطرح

سامنا بربادیون کا ہی تمہون کیونکر مین نزار — جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نے سبک تابوت یہ میرا کیا — لیچلی بادِ صبا بوئ گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو کر بشکل آئینہ
خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون تاج زر سی کیا غرض
داغ سودا میری زیب سر ہی افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل نی کیا
رہتین خنجر نی دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود دیہو نچیگا اونتک میری بیتابی کا حال
خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نی بہر کے آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانی بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانۂ آباد کہیی نظم کو اپنی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت ہی گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین
ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بیسر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہوئین زبان موج کوثر کیطرح

کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ
ق جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

خوبین مثل ماہی بی آب ہین بیمار طپان
ہر حباب بحر سی ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتی طوفان رسیدہ فرط غم سی نین ہین تنور
جوشش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح

گر دکھاتا باغ بلبل کو کبھی جوش بہار
غنچہ منقار بھی کھلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۵	پیچھے پیچھے اشک ہین آہ ہمرہ مثل کاروان آگے آگے نالہ دل بھی ہین رہبر کی طرح	شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح
دل وہ دل ہی جو تہ و بالا ہو محمل کیطرح

خارہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر
آبلے بھی بیٹھے جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶	ردیف الرا	شعر ۴۲

نشان اونکے نظر آرہی ہین جو ہر پر
تڑپ کے جان گون نے جو دی تھی خنجر پر

یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوش جوہر پر
نگہہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہین پتھر پر

ہو دل تو اور ہی ہو حسن قد دلبر پر
نگہ فاختہ بھی ہی طرہ سر صنوبر پر

عوض کا خوف ہے طاری ہی در ستمگر پر
ہوی ہین قطرہ خون الکیل جو خنجر پر

مین خود ہی عشق سے مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو ٹھوئی نہ قمری گری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین پر ہمی ہے تیور پر
بہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گرا سکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

دہان ہی سے نہین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنی کی
اونھون نے پھیر دی الٹی چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک بچھی ہین بستر پر

مین عین ہوش کھون کیون نہ نشۂ می کو
گرا بھی اوٹھ کے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائیں سائین کرتا ہے
بغل مین منھ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی دلی ہوے کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہ
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو مین دل بھی ہی مرا جو ملا بستر پر

مین ہی ہین شب فرقت مین اک فقط بیدم
شکن بھی صورتِ میت پڑے ہین بستر پر

غش آئے کیون نہ اونہین کم سنی مین ذبح کے بعد
مرے ہوونکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفل مین
ہزار ہاتھ پڑے بڑھکے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری اوس وس اونکے بستر پر

جو باہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین تنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن کو دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلاستی سے لڑین بہی ورا و سپہ یون سوئین
کہ اپنے فرش پہ ہین گاہ پڑے آ بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین
دھرے ہے پیالے نے شیشہ بھی منھ کو ساغر پر

یہ چمکا سن ہے ہمین خط کی ہی طلب اونسے
جو پڑ رہی ہے پھیر ہین چھری ہی کبوتر پر

ہوا ہی سر دمین وہ بام پر جو آ سے لیٹے
بلائین لین مرے بدلے گلون نے بستر پر

جنونکی جوششین کھلتی تو ہین مری فصدمین — لہو کی دہار سے نشتر پڑے ہین ٹیکے نشتر پر

ہوا بند ہی ہے یہ وصلت ہین میر باتونکی — وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کہوئے بیٹہا ہون — نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتہ سمٹکر جگر پہ آئے ہین — وہ پیاری پائی ہی کمی کسیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی آہ مین رکی ہے کہین — کہ رکہی ہین کہین خون و گل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بہی واہ ری بخت — بہر اہے روکے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین — کبہی جو حسن کی بجلی گری تہی پتہر پر

سوا تمہونکی نظر رنگ زرد کی ہوکسی — طلا کا طلتا ہے کہوٹا کہرا تو پتہر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے — جو پانی پڑ گیا تہا تربت سکندر پر

اوٹہے نگاہ کہ ہم دیکہنے سی باز آئے — بہ کہنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گہر پر

تمہو جیسی ہی ہو حال قدم کو اوسکی چہوٹ — نکل کے ملتے ہین آنکہین شرر بہی پتہر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گہر بنائے رکھ
فلک گرا ہی شکست صدف سے گوہر پر

کہ تو نسیم سے پہولونکو اکطرف کردی
ستارہی ٹوٹکے لوٹینگے انکے بستر پر

ستارے بہی سمت آتے ہین اوتنی ہی جدہین
بچھائے جاتے ہین جب پہول انکی بستر پر

نسیم چل ہی ہی بکہری ہین تازہ دہ
ملا رہے ہین اشارے سے پہول بستر پر

غزل ٤٣	نمود دیکی مٹانی ہین سمت دل ماہر شمر رکرساتھ ہی وٹرتی ہی خاک تہہ سر پر	شعر نہم

ردیف اللام

دشمن کا دل جلا کے بڑھا اعتبار دل
جوہر بنا جو تیغ کا نکلا انجار دل

کب قید بند دل مین ہی میرا انجار دل
بیکڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل

دشمن سمجھکے آہین ہی کارزار دل
ہی ہر دم دونیم مراد و الفقار دل

کیون سوز غم مین ہو برا حال زار دل
سر پیچ شعلہ ہی نفس تابدار دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرارِ دل
رکی ہی دوڑتی ہوئی خونِ نگارِ دل

سمجھو سبک کے کچھ نکرو اعتبارِ دل
تم دلمین ہو سبھی ہی ذرا سا وقارِ دل

نکلے دھوئین کی لپکی ہماری شرارِ دل
ہوہین سہی نکل تو گیا کچھ بخارِ دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشارِ دل
ہین نقشِ پا ہی راہ کہ میری مزارِ دل

ہین صاحبِ جمال مری زیبِ کنارِ دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑ دے کیونکر غبارِ دل

کہتا ہون نزدیکی دمِ احتضار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی چال سی نہ سمجھلو مین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعتِ ریگِ غبارِ دل

یہ سے کھلکے مین نے پھینک دیا اونکی گود مین
دل ہی جو ہی لی جسکو مین سب اختیارِ دل

دل مرکے رہ گیا ہی جمع سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دہوپین ہی لیے کاروبارِ دل

ای زخمِ قلب اتنی امیدین تو نکو کیا کرون
سوتین ہین ایک ہی میرا مزارِ دل

مفلو کی آلہ نکو گھر دلمین کیون نہ دین
سمجھے ہین جام نقرہ کا مل عیارِ دل

منھ کھل گیا رگوں کا بھی فریاد کے لیئے | تربت مین میرے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین | کچھہ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل | تڑپونگا مین بھی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا ہی اوسی سنی مین کے طبق تمام | بیٹھا اٹھا ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تار دیکھ کے فرقت کی شب کو مین | اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وقت درد سوز جان | تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکے آگیا ہی جنھین درد دیکھہ نہین | دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

سے شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی | یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھہ مژہ پہ آگیا ہو شکستہ بال | کانٹے کی ہی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے | افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی نبی ہی مری جان پہ یہ کیون | ہی گر تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو مثلِ شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا
دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پھیر دیتی تو خوب تھا
کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بھی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا اوسکو ہون اختیارِ دل

لیلے لے کر مین بہی کہتا ہون ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تھی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی بنی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچھ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان ہین تمام
جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خوف ہو کہد و نزاکت سے پھیر دی
تم پر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رگ رگ کی اشک بہتی ہین لی بیخودی مری
کیا جانین اضطراب ہے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا
یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جب قرارِ دل

دشمن تهی جنکی تم نه رهی جستجو ده اب
دیکهو اُٹها هوا هی کهین تو دیار دل

فرهاد و قیس مٹ گئی پهچی بچا کے جان
کهینچا هی جسمین نے دایرهٔ حالِ زارِ دل

نکلی دهوان غمِ دل سی شبِ هجر کسطرح
شیشه کو توڑتا هی همارا بخارِ دل

احسنت ای آفرین دلِ پر آبله تجهے
اتنی دلوں مین اک کو نهین انتشارِ دل

باقی رهی نه فصل زمین آسمان کا
بیٹهے گی اتفاق سی میرا غبارِ دل

تنکا اوتار نے کے جو جان سی دے
وه دل هو کسطرح سی کسی دل کا بارِ دل

خاک اوڑ رهی هی دیر مٹی یونهین فلک
کیسا بقدرِ شیشهٔ دل تها غبارِ دل

پتلی مین آخر آ گئی اوسکی شبیه سی
اتنا تو تمکو دیکے کیا انتظارِ دل

دشمن نے دکهه پهکجو دئی خود هوا هلاک
دو زخم ملگئے تو هوئی ذوالفقارِ دل

بهٹ جائین وه فعتةً تتق گرد کی طرح
شیشو مین بند هو جو همارا بخارِ دل

لو خوش هو غم کا سرمین بهی هونے لگا گذر
جاتی هی آسمان په زمینِ غبارِ دل

مٹجاؤن اپنی جا پہ کہ جون شکلِ نقش پا
تابوت جب اُٹھی کہ کسیکا ہون بارِ دل

مانند نقشِ پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بہی اُٹھنی دیگا ہمارا وقارِ دل

سالک فنا بہی چہوڑ دین اہلِ فنا تمام
جاتی عدم مین کرہرا خطِ غبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس برش
ذرہی تہ ترشح کے اُنہی ہین غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گُلِ بازی بنا وہان
یہان بہی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہون ہوج بنکی خدا سی دمِ ازل
تڑپا لے دل نہ دی مری پروردگارِ دل

شعلے زبان بنکے فریاد کیلئے
دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرارِ دل

کس کسکو کہنی مین وہ سمجھائین کیا کرین
مجکو ادہر ہی نزع ادہر احتضارِ دل

شوفار تیر آتی ہین ہنستی ادہر سے پہر
منہ کو بہی لگا تہا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشین جمال نے دیکہا تہا حُسن کو
جوہر بنی ہین آئنہ کے خود شرارِ دل

میں تو بستر ہوں چلن مجھ کسی طرح نہ آئے
شیشہ ہی سرد ہو جو نکالے بخار دل

ہنستی ہے زر کو پھینک کے کہتی ہے ہر کلی
دل ہی نہ منتشر ہوا تو کیا انتشار دل

ہوتا ہی عیب ہی کسی جامے میں جا کے حسن
جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشار دل

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر میں
میں کیوں تڑپ رہا ہوں دم احتضار دل

جوہر بھر آئنہ کی پھریں ہم رچونکی طرح
میری طرح اوسی ہی ہو گر انتشار دل

شبنم فلک سے حلق میں ٹپکا رہی ہی آب
اللہ ری تشنگی دم احتضار دل

غلطاں اگر ہوں کیوں نہ کف دست پر مرے
جو دل لوں ہاتھ میں اوسی ہو انتشار دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی یاس میں
بستی تھی خوب نام تہا جسکا دیار دل

میں سطرف تپاں ہوں عروق و جگر ادہر
کس کس کی جان لیگا مرا احتضار دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی
خالی کرے جو گوشہ دل انتشار دل

کہتا ہوں یہ تپک پہ ہر اک آبلی کی میں
دل کتنی دیگا ای مرے پروردگار دل

جبتک ہی صبر و شکر جبھی تک ہے غم ہی شیر
منہ کھولدین رگین تو بنین ذو الفقار دل

مجروح دست دشمن جان ہی ہوئی تو سہی
شیشہ ہون سیر اسہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتونکا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میان دیار دل

نکلی برنگ وحشتی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بھرون کبھی رنگ بہار دل

بیدرد و ہر حیف ہی یاران کہین اوسی
منہ نیکی آسمان سی جو ٹپکی بخار دل

ہمت سی مین بہی خوشہ پروین ہون ای فلک
اک دل کے لاکھ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشان داغ یہ سجھے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرار دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جوہر حسام
فولاد کو ہو گر مرض انتشار دل

اب اسجگہہ سی دوسرے عالم مین جا بنیو
سینہ سے ہاتھ اوٹہاو کہ جاے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام
شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخار دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جھٹکدون دامن رنگ بہار دل

ناخن سی ابروؤنکو خدا ہی جدا کری
کھنچتے ہین پاؤن وہی ہم آغوش یار دل

سیماب مضطرب رہے کیون ہم آغوش ہون
اکدل کی لاکھ دل ہین جو شان انتشار دل

ماہی نفس کے ساتھ نکلتی ہوا عمر
جاتا ہی باگ اٹھائے ہوئے شہسوار دل

غزل ۳۶ — شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آئے سبوئی دل
کاش آبلون مین ڈوب کر آبروئی دل

لی اپنو نام دوست کہ ہو آبروئی دل
جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوئی دل

آ بیٹھا ہے کوئی تو مری دل مین ناز سی
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوئی دل

پیچاؤن آنکھون آنکھون مین کسطرح اونکو مین
مملو ہی جسطرح مئی جان سی سبوئی دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑے ہر ایک لفظ
منہ سی جو آپکے مین سنگین گفتگوئی دل

حسرت نکالکر سبی پیرا ہون نہ کیون
نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوئی دل

سینہ مین ہر جگہ ہو رہ گئے کیون کھٹک
پھر پھر کے ڈھونڈتی ہی تمہین آرزوئی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کسی شب کو سوئے تھے — ہر عضو نازنین سے جو آتی ہے بوئے دل

او سوقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست — ہو آب آئینہ سے اگر شست وشوئے دل

پی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد — منہ کو بغل مین ڈال کے حسن گفتگوئے دل

اے ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا — آتی ہے عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین — پہلو نکو مانگتی ہے تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہے آرزو — اللہ اسجگہ ہی کبھی ہوگا روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھے — دم توڑ دین ادہر تو ادہر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان — جسطرح مر گئی ہے مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا اسطرف — دم اسطرف کو توڑتی ہے آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتہو نکا پہیرنا — دیکھو اسیطرح سے بگڑتی ہے خوئے دل

کیون بادہ خوار بیٹھین ماہ نو مست ہون

خود روح کے بھی منھ سی لگا ہی سبوی دل

غزل ۳۹ ردیف المیم شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی ان سے اوٹھائین ہم تم
دل ملین عشق مین اگرچہ دشمن ائین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منھ بھی کھلوا نیسکے دل کے بتائین ہم تم

تم ہنسو پھولون سے بلبل کو ہنسین ہم چہچہو
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

چمک کے پہلو مین یہ کہتا ہون قدم خود بینی
آئینہ مین بھی تو اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سے پیچین ہوتی ہین نگاہین حائل
آج سے غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آو روتے ہوئے دل کو تو رولائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھے عطر کے شیشہ کیطرح
یا ادسی دل کو کبھی منھ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکلے نہ دہوکے کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائین ہم تم

[illegible] — [illegible] ہم تم

[illegible] — [illegible] ہم تم

[illegible] — [illegible] ہم تم

دیکھو پھولی ہے شفق وقت سحر ہے یہ — آگ مین آگ لے چلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہے — چھیڑ کر آؤ ذرا دل کو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی اتنا کسی پر ڈالے — ناز کے ناز نکیون ملکی اٹھائین ہم تم

یون بجھائین کہ نہ پروانے کبھی منھ دیکھین — شمع کو آج نئی طرح جلائین ہم تم

کشتۂ سرمہ کو دکھلا کے یہ وہ کہتے ہین — یون چھپین سب سے تو آنکھون مین سمائین ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہے آنیوالی — گھر سے کیونکر نہ تڑپ کر نکل آئین ہم تم

جان جانے لگے لوگون کی جو نکلین گھر سے — آئین چل پھر کے تو مانند دل آئین ہم تم

اشک آنکھون سے گلا اپنا چھڑکنے دو دن مین — غش مین اسطرح ہی دل کو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکر دو مجہین ہی ل راہرو کے آئے
نازسے گو دیوین جب کو گیلا ئین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتی ہین کرشمے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان
پھول رو رو کے سو ہم مین جو اوٹھا ئین ہم تم

ورد مین درد ہو نیکی یہی حسرت نہ رہی
آو دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل یہی ہاتھون گیا ہے یہ ہین پالا پالا
دور کر کیون گل بازی اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یو ہین جا مین سمائین ہم تم

حق یہی ہم دو تو نکی کہ دینیہ گر انصاف کرو
آو روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دلِ ماہر تو یو ہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھون سی اوٹھائین ہم تم

غزل ۴	ردیف النون	شعر ۱۶

ناتوانی کیب فقط ہی میری جسم زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سے صفائی ہے یہ قصر یار مین
دیکھ لیجئے آئنہ کیطرح منہ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دوربین ہے صاحبو روزن تری دیوار مین

رو رہا ہون کس خیال صبح روی یار مین
خط ابیض کا ہے پرتو آنسوون کے تار مین

ذکر حق نے جب جگہ پائی دل کفار مین
بن گئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پھر کیون ہو زنار مین

پیلا لہو پانی ہوا آیا ایک رونے سے ہرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤن سے تار مین

رہ گئی ہین کچھ الجھکر یہ نگاہین خلق کی
کب ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ بو نہ کیون اوڑتا پھرون
ہے ہوائے برگ گل آندہی مجھے گلزار مین

ہوتی ہین زردار باغ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھی گلزار مین

ہو گئین آتش وہ قدم آیا جو گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتبہ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

ہم کس سے کہا نہ ہو نکو پایا نہ دل کیو نکر ہو
نکلا پانو کی یہی قبا قاتل تری تلوار مین

دین سے تمکو ہوتی بت پرستی رہ گئی
اسقدر رخامی ہو عشق رشتۂ زنار مین

دشت وحشت نے سجھایا درد میرا کبھی
آبلے پا کے نبی چھالے زبان خار مین

غزل

کسطرح رونے سے اے ماہی مین دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار سے الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین
غبارِ راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین
خطِ جبین خطِ لوحِ مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین
فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دلِ داغدار سمجھے ہین
نفس کو موجِ نسیمِ بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے سب عالمِ کدورت مین
غبار آئنۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان ترے روزگار مین ہم ہین
جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

[illegible] ہر ایک سانس کو دم کا شمار سمجھے ہین

نگاہ [illegible] ہین وہ اُفق — جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

عدم سی الٹی ہین جائینگی پھیر عدم اکدن — اسی ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین حال جنہین رنگ سواد — خزان کو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین پتا اس سی برگ تن کو — وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست کے دل حال دلسی ہے پیدا عیان — نہان جو ہی وہی ہم آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل — وہ ایک تنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اسکو — مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سی دور ہون ہم جیالا ہے گرد دلن — کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے بیکس ہمین ایسا — کہ آبلون کو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑھے ہی تو جاتی ہین آگے یہ قافلے والے — تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یمِ بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

یہان ہو ہستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب بھی ہین یہ استوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر وسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ مجھسے ٹوٹا نہ اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسان کو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی دہر مین دمساز نہین
غم نہین عیش نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کہتے ہین جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر | تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچونکی چٹک شوق سے گلشن مین سنو | ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چپ ہونے کی محفل کی یہ بہکی نوبت | دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چال اور راہ کے چلنے والے | دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جان نکلے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات | دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات کھین لوگ نہ کیون نالون سے | یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حد خوشی کچھ کوئی کیونکر سمجھے | مسکرانے مین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سے آنکھین چھپ جائین | سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اف رے دیدے | اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باتین بدی مرنی لو اسکا جواب | منہ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغ مین آکے اسیران قفس کیا بھلین | سب ہوائین ہین ہوا پر پہ پرواز نہین

یا قفس آن خبر ہو اپر پرواز نہین		ہی یہی تازہ اسیری مین پھڑکنا جو مرا
است...	مدح احباب جو کرتے ہین عنایت ہی وفا نظم ماہر کی ہی جادو نہین اعجاز نہین	غزل ۱۴۴

کب ازل سے داغہای غم مری تن مین نہین
ہون وہ گلچین جا جادہ جسکی گلشن مین نہین

لوث وصلت سے بری ہین جنکے دامن پاک ہین
چھینٹ بھی بلبل کے خونکی گل کے دامن مین نہین

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر
دیکھ قدر گوہر نایاب معدن مین نہین

خود بخود آراستہ تہا ہی باغون کا چمن
باغبانکا کام ہرگز نیم گلشن مین نہین

ہی تعدد بھی تو انکا اوسکی وحدت کی دلیل
کب خدائی کا سمان دیر برہمن مین نہین

آہ سوزان سے حفاظت مین ہین دل کے آبلے
برق بھی دہقان کچھ کم ہیر خرمن مین نہین

قتل ہونیکو مراد دل سمجھتی ہین شہید
طوق وحشت کے ہین خط تیغ گردن مین نہین

ملائی تیغ کا باہی یہان ترک وطن
ولفگاری کا الم گوہر کو معدن مین نہین

کیوں اے غم دنیا میں کرتی ہے گنہ آلودہ تو
دیکھ اشکاں سے تری کب تیرے دامن میں نہیں

کیوں حاصل ہو برنگ گل مجھے نشو و نما
طائر رنگ چمن ہے خون مرے تن میں نہیں

صبح عاشق کی کاذب کیوں نہ ہوں اے خورشید حسن
چھاؤں ہے چہرے کی تیرے روز روشن میں نہیں

قتل ہو کر تیری کشتہ کی برآئی ہے مراد
ہیں گل امید خونکی داغ دامن میں نہیں

گرمی سوز درون شمع ہے اُلجھی کس طرح
موہی آتش دیدہ تار نفس ہے تن میں نہیں

غزل ۴۴

ہے عجب سرگشتگی سے اپنی ماہر بعد مرگ
گردش سنگ فلاخن لوح مدفن میں نہیں

شعر ۲۲

شمع وحدت کا میں بزم دہر میں پروانہ ہوں
ہے جنون عین خرد جسکا میں وہ دیوانہ ہوں

ہے مجھے ہستی سے نفرت اوج کا دیوانہ ہوں
خوشہ ہے عقد ثریا جسکا میں وہ دانہ ہوں

شمع قد گلرخان دہر کا دیوانہ ہوں
جسکو کہہ سکتے ہیں بلبل بھی میں وہ پروانہ ہوں

روح باعث ہے کہ سینہ رتی کا میرے ہر میں
شمع سی جس گھر میں ہے اندھیر میں وہ خانہ ہوں

کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھ جاتی ہین صاف
زلف پیچان سخن کیواسطی میں شانہ ہون

در ہو ثمین داغ کی قلب بلدر کا ہی لعل
گنج فی پنہان دنیا جسکا ہون میں ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ یہ پروین دکی
خاک ہی تجھ بن نہین اتنی شمع پروانہ ہون

حسن قدرت کا ترے جلوہ گر تن ہی مرے
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پہ سوز تک
پر فرشتی کے جلتے جہان ہین میں وہ خانہ ہون

سوز غم مین مرکے نکلا مین لحد سی روز حشر
بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کرکے نکلی میری تن سی روح
جسکو بھر کے نے کیا خالی ہین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی تو ہی سر گشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسنی مین وہ دانہ ہون

ہین دل ہی میری گل مین جا اشک آب روان
سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

قیصرون بھی دل ہی دولت سے توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین مگر ویرانہ ہون

الفت دندان دلبر سی بھرا ہی دل مرا
آب گوہر جن مین مملو ہی مین وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کے
شان کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغ عشق ساقی کوثر کا ایسا ہے یہی
دست دل سی جو نہین چھٹتا ملین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی بالا رکن ہی میر مکان تنگ کا
جو ستون آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

ضعف ہو کیونکر نہ عشق ساقی کوثر والی
قد خم گشتہ سی مفہوم خط پیمانہ ہون

گھر سی سیر قالب ارواح کیونکر خوش نہ آئی
جان دیدی جس نی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۵۴

سنکی ماجرا تجکو جاگ اٹھتے ہین اہل بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تصور فقط اپنائی زمان رکھتی ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتی ہین
سختی راہ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کمی و نیکی جب سوز نہان رکھتی ہین
اشکریزی کے لیئے دل کا دھوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی ہاں کہتی ہین	موج کی طرح جو پاکیزہ زبان رکھتی ہین
بعد مردن بھی یہ حس ہی کہ سمجھ جاتا ہون	بات غربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین
کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین	جو ہا حسن بیان سینہ زبان کہتی ہین
ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خار رو کو بھی خار	ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتی ہین
کثرت ضعف مین کہتی ہین اشارون سے کلام	بات کر نہین دی ہم بند زبان کہتی ہین
مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو	گرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتی ہین
چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد	بات آ پڑے تو کب بند زبان رکھتی ہین
نقد دل دیکے بھی ملتی ہین داغ حسرت	پھول کیسی ہین یہ قیمت جو گران کہتی ہین

غزل ۴۶	نظم اشعار مین بھی حسن بیان ہی ماہر جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان کہتی ہین	شعر ۱۳

اکڑی ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین	چلی ہین بیائیکی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تارِ نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین سخت سے زندانِ دارِ فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہانِ یار کی ہستی کے جو ہوئے قائل
کمال تھا وہ نہین لوگو نکو غیب دانی مین

یہ عرقِ شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نو جیسی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورقِ برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین ستونکی
شرابِ سرخ ہی مینائے آسمانی مین

کبھی نہ آتشِ گل قطرہ ہائے شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جس طرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیان نکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیالِ منزل سی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی چاہین جو قدر اہلِ صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تھی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گردِ کاروانی مین

شعر ۹	نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سی وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین	غزل ۷۴

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین — پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین — یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر — قیدی کوئی قفس مین ہماری سوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مرے پہلو سی کیا ہوا — سینے سے سانس آئی نہین دل ہلا نہین

نافے کی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے — اب منہ سی کہدین مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دئے مجکو داغِ دل — گھر مین چراغ ڈہلتے کسیکے جلا نہین

صیاد نے قفس مرا رکھا ہی باغ مین — وہ عندلیب ہون آج چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ضعف ہو زمانہ مین روز سے — پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

	ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس	

شعر	فرشتے ہین بھی مین ڈرتے ہین اپنی جگہ نہین	غزل ۴۸

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین
خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریب گاہ جہان کا بھی ہی حجاب کہین
کسی جگہ یہ دریا ہے اور سراب کہین

فلک نے اشکو نسی گھر ہو ترا خراب کہین
روان ہوئی تو رکی ہی ہی سیل آب کہین

یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی
جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین

بس فنا ہی ہوئین دون پہ یہ ذرہ ہی فلک
برس پڑے نہ مری خاک پر سحاب کہین

دل شکستہ کو نایاب کیون نہ مین سمجھون
کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے
گناہ سے نہ ہو تر دامن سحاب کہین

شعر	یہ لہر رونیکی کہتی ہی دل مین ای ماہر تڑپ رہی ہی تری غم مین موج آب کہین	غزل ۴۹

کمی وقت جوشِ بکا چاہتے ہین
نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کیا یہ وشش کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقد کھلا چاہتے ہین

نہین ہے کوتہ مین ہمو مجرمو ن کی
جو بوتے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگانیہ آنسو
جہازونکے لنگر پڑا پاسے ہتے ہین

نظر شمع پر ہے دم فکر میری
مضامین روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ٥٠

سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر
جہازونکے بیڑے گرا چاہتے ہین

شعر ١٣

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندہی ہی سوا میرے مونے تحریر مین

حال میرے ضعف کا او سدم مصور پر کھلا
عکس بھی جب گر گئے پہونچا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کس کو عالم میں تلاش منزل مقصد نہیں
گرد اوڑتی ہی ہوائے دامن رہگیر میں

دست گلچین میں ہوا پژمردہ ہر ان ایک ایک گل
شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر میں

شغل نالہ جبکہ ہے ویرانے میں آباد ہیں
بیکسی میں رہتا ہی غل پڑتا نہ زنجیر میں

اہل غفلت کا گذر کب ہے ہشیاروں میں ہوا
نیند آتے کسنے دیکھی دیدۂ تصویر میں

ہیں جو آہن دل اثر صحبت اونھیں کرتی نہیں
آگ گئی کسدن گداز ہی شمع کی گلگیر میں

قید میں بھی فیض بخشی کی ہی پابند ہم
نیل پاؤنکا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر میں

سرکشی کا عیب ہے اصلون ہی میں ہم تھا نہیں
کب بگولی اوٹھتی دیکھے وادی تصویر میں

رہتا ہی مجنون سی طی ہوئی وحشت کی راہ
تھی ہزاروں پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر میں

ہی اسیری کی بزرگداران عالم کی محال
موج دریا کب پھنسی ہی دام ماہی گیر میں

قبر میں پہونچی تھی میت آئے جو نزد کفن
گھر پہونچنی پر تھا الٹا قسمت رہگیر میں

گنبد افلاک سی گذری ہماری آہ دل
کس ستم کا تور تھا یارب ہوائی تیر میں

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین پُر آب
ڈبڈبا آے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشتِ داغ آ ہری ہوتی ہے جسکے سرسے
ابرِ باران ہے نہین کم اشک کی تاثیر مین

ہین بجو گشتہ تہی قسمت نکیلوٹ ہاتہ مین
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنیِ شمع ہی محفل مین یا رنگِ بہار
پہول ہی منقارِ بلبل مین کہین گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ اتنا انکو جوانی کا جو غم
آہ کیصورت نہوتی کچہ عصاے پیر مین

سخت ہے راہِ جنون کی دلیل اسیر ہے
نقشِ پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تابِ بارِ رنگ ہی باقی ابہی تصویر مین

وہ زمانہ اور تہا قبضہ مین جب تہا ملک و مال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملکِ عالمگیر مین

خاکسارون کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامنِ رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتو نکو نہ ساتہی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سلونون سی جہاکین خاک ہوا مید فیض — چین پایا کسی ٹھکر سایہ رہگیر مین

خاکسارونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین — پی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجا نمین گر قدرت ترے — رنگ دوڑی خون بنکر پیکر تصویر مین

شکل کھنچواکر ہوا بدشکل نادم اسقدر — روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۵۱

فیضِ رحمت نی کیا ماہر عذاب و نیز جرام
تھی جو داخل مجرمانِ واجب التعزیر مین

شعر ۱۹

مرد غیرونکی لیے دل کو جلا دیتے ہین — صاف سینہ پہ آتش پہ صبا دیتے ہین

داغ دل نزع مین کیون سیرِ ضیا دیتے ہین — نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالے آواز کب اشکو نمین سنا دیتے ہین — قافلہ جاتا ہی چاؤش صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین — غول صحرا مجھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خوابِ جوانی سی جگا دیتے ہین — شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہ کا اسکے
چادر اسواسطی میت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی بہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہبر ملک عدم
چار ملکر اونہین جسبن راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکو جیون مین
خیر جسں گھر مین ہی وسں گھر کو دہا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یوہین پہلا منی وہ منزل ہی
پاشکستونکو بہی تنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی آتش جب تو ہوا دیتے ہین

دوستو رنج کی وسعت کوئی مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بہی میرا
چاک ہونیمین بہی حسرت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہم تو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی
لاکہہ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین

فاتحہ خوانون سی کیا قبرون مین نالان نہین
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲	نظر و دستے بہی حفظ کر اپنا ماہر کبہی پروانے بہی شمعونکو بجہا دیتے ہین	شعر

راحت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین
جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین

اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین

سوئی عدم بہی قافلہ بوئی گل روان
بانگ جرس ہے نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳	اک رنگ کی سخن ہے نہ ماہر کہون ہنوز یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین	شعر

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرضی شباب مین
ہنستے ہین پہلی کی جو ہما سر ضعف سے نہین

ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین
اونکا بہی دل جو ہے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مَی لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا آپ سے کر فراقِ شباب مین
تھمتا نہین ہے ریش پہ رنگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جیب اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز ادھر آئے آب مین

بند ہم نہین ہے ریش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمِ مشبر سی حجاب مین

حیران ہون جا کے دور پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی نسیم در آئی گلاب مین

تپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محو دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب شرح می ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوِ ساقی سے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین
گھل ملگئی بھی شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھنا نہ تو مری صورت کو خواب مین

سمجھے ہے کون شوخی غضب تجھ سے شتاب میں
طفلی میں ہووی تھا جو نمک کچھ شراب میں

شیشہ کا عکس صاف ہے پیہ شراب میں
شان خدا فلک سے عیان آفتاب میں

پیری کی ال کھلگئی ہین جب خضاب میں
بجلی تڑپ کے ہنسی ہے سحاب میں

[illegible] لگو ر آب میں
شہ [illegible] رخ تجلی حجاب میں

کب کچھ کہا ہے دیکھا سن خضاب میں
سرگوشیان سحر کی ہین شیب و شباب میں

یہ فکر کے طلسم خیال خراب میں
باقی رہا نہ سحر بھی غرق حباب میں

پرسش سے بیگناہ پڑے ہین عذاب میں
کیا جانی کیا کہا ترے رحمت کے باب میں

رہتی ہین کیون حسینو کے عشاق منتظر
کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب میں

اپنونکی یون رجوع سے کبھی نہ عاشق
کھا کر آ تا ہے سوال کا جواب میں

مضمون تیرے دیکھکے قاصد یہ کہا
کہتا ہے آگئے ہین خط سوال و جواب میں

کیون آیا ہے سیلے مین پہ شرم کے بھجم
رحمت تیری دیکھیگی عذاب میں

[illegible] — [illegible]

قاصد کا [illegible] — [illegible]

پھر پھر آپ [illegible] — [illegible]

[illegible] فصل جوانی ہیں — [illegible]

[illegible] گناہوں [illegible] — رحمت [illegible] اضطراب میں

کھائے کر جھونک [illegible] روکتے ہیں — [illegible] پیچ و تاب میں

تشریف آوری کی بس [illegible] امید — [illegible] اضطراب میں

قاصد نے پہنچا [illegible] بات کا جواب — [illegible] کا سامنے حجاب میں

[illegible] — [illegible] خراب میں

آخر کو ریش کھل گئی فصل خضاب میں — [illegible] گلاب میں

جاگی ہیں رات بھر وہ اسی اضطراب — وہ دیکھیا سو مری [illegible] میں

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا
موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون تیغ کے لکھکے مجھے خوب بن پڑے
غصہ نکالنے وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا تھے وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین ہاتھ سے چہرے پہ کس طرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیاے منقلب کا مین قایل ہون کس طرح
سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

نسبت نگہِ یار کے جو خلق ہوا سے
رشک سنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھے
کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین تھین خوب چیز مگر صاحبان عشق
اشکون کی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منھ سی نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آبھی چکین لحد مین مری منکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلیے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت نے تیری دیکھ سینکی عذاب مین

بیدرد اونسی کون ہی بڑھکر جو کہہ مین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری
آنکھون پہ ہاتھ رکھدیئے فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو ترپتے آتی ہین چشم پرآب مین

بوسہ جو مینے چھین لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین پلنگ مین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کیچی تو روک لوت
تارہی زلف کے پیچ و تاب مین

پر ہم تو میری دیکھ ہی آفت ہی چھپتا
آنکھون پہ اپنے ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مر گئے بیٹھا نہ میری حسرت
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرط شرم سے آنکھین سوجاتی ہین
اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلی ہی بو ہی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین ہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون ہین قیامت و نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین مجھے وہ حجاب مین

رضی ہون دیکھ سیر اثر اپنا جسیم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہی صبح شام وصل نور سیر طرح
پہنچون ستی ہو مرحبان پاس بہشت برین

قاصد نہ چھپنا ہی یہ بہت ہے یہ عذر رد عمل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت ہے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی اونکا ساتھ تابو نہ ین گن پر نشاہ
پر رب گئے پہ سے بے برق مجھے دبا مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہو گئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا اونہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیے ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی ورد سے خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

دے قصد گھومے جاتے ہین اللہ رے ناز کی
بل کھا رہی ہے زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی نمود خط
بھیجا خدا نے خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر
یون سر کو خم کیے مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی ہی کیون نہ جام پہ اب قہقہی کرین
رہتی نہین ہی پنبۂ ہانی حباب مین

تو تشنہ مجھکو لیا جب تو یہ کہ [illegible]
شیشے یہ فقط اوسی خانۂ شراب مین

کیون گردش حباب نہین ہون مست مضطرب
شیشی ہی خون الٹتی ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہو زخم جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مت [illegible]
[illegible] زلفی [illegible] حجاب مین

کہتے ہین پھر کے دانہ تسبیح وقت ذکر
کچھ ہوش نہ نکلے ہاتھ سی دل انقلاب مین

دعوی مین فرق آئیگا شرمائینگے حضور
کچھ پوچھیے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنے کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۵۴

مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین
تم بھی چلو شریک ہے کارِ ثواب مین

شعر ۵۷

پرتوِ حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین
روی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بھر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین
کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین
آپ اپنی ہی کہنچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھانا ہی مریجان تمہین منظور نہین

جلوہ اونکا سا ہی تابندگیِ نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذبِ دل وان جو موثر ہو یہ مقدور نہین
نازکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بہی معذور نہین
گر کے رہجاے کہین سایہ کا دستور نہین

می پری کب ہے گر افسردہ انگور نہین
اتنی آنکھین نہین سیلی ہون تو پھر چور نہین

کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دل کافور نہین

اتنی جانین پی می کون مجھی منظور نہین
خون دلو ٹکا ہے یہ افشردہ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین اوڑجاؤن تو کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری دل کو نکیون ہو غافل
کھونا معمول تھا اور نہ یہ دستور نہین

لاکھ کوئی کہی تپلی کی ادائین ہین گواہ
نشہ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوار ونمین جار ابرو ونکی تھمتا ہے
مرد میدان کہو آئینہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کر کے صفت اک کہتین
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لشکر
نیچی آنکھین ہوئین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث ہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہونا مجھے منظور نہین

منہ سے پاؤنگی نہ چھٹ جائیگی چلیئے دو گام
آپ بھی پاس ہین ہمت بھی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا خلل سے مین کہتا ہون
شیشۂ مے ہی یہ کچھ دانۂ انگور نہین

گرتے پڑتے سے عکس ہی آچار کبھی
قبر ہی کاغذ تصویر سے کچھ دور نہین

اپنے ہی سے لپٹتے ہین نکیونکر شب ہجر
آنکھ سے دور ہو دل سے تو مرے دور نہین

کوئی ہے دل مین مرے آگ لگانے والا
آپ سے آپ جلے شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت کر بیٹھے
عکس رہتا ہے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دن وصل کا بنتا ہے مرے ہجر کی شب
سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا مزا اسکو جو درد کی لذت نہین
کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیون نہو تسکین مجکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شب وصل
غش بھی نزدیک ہی ور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے مقصد یہ کہتی ہین
آنکھ مین حسن بھر کیا ہے جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاشِ مفلس سی کہتی ہی ہوئے عالم
بوئی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا
مین یہ کہتا ہون کہ کر دو بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصوّر سی کہنچا بیٹھا ہے
اپنے کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن ماردجو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو کوئی تو بخشو اسکو
نازپروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ بو پھوٹی
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن اپنی
کھوئی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونکی تصویر کا کیون رنگ نہ رہ رہ کے اوڑے
سے چلے بیٹھیں کہیں بیچین یہ دستور نہیں

استخوان انکو مری پھینک کے کہتی ہی لحد
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہیں

ہم نہ کہتے تھے کہ دل ایسے کو کر دیگے ضایع
کھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہیں

برق بنتی ہی سہی مر صنعف مین لیس تو ہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گر نا مرا منظور نہیں

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دل کو مین اب تجھ تو اوٹھو
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہیں

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر ضعیف
رنگ کے ساتھ خود اوڑ جاؤن تو کچھ دور نہیں

ناز برداریونکا بوجھ وہ اٹھا رہا کیا
یہ کہو لاش اوٹھانا تمھین منظور نہیں

کثرت جرم نظر تو نہیں ہی حد میری
گو گنہگار سہی پر جو چھپا ہون تو مستور نہیں

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین بولی ذرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہیں

جنکی تصویر مرے پاس ہے کہدو اونسے
آپ ہی اپنی سہی تم دور رہو ہم دور نہیں

زخم مین کر کہین کہتی ہوئی تپی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہیں

دیکھیے اب گل [illegible] کیا ہے — پھیر لینا [illegible] اور [illegible] ہم

لوگ غیروں کی لیے رنگین خوش ہوں [illegible] — اپنی [illegible] روات [illegible]

عالم ہے [illegible] غیر [illegible] رہا ہے — مر گیا دل مرا [illegible]

غزل

ایسے لگے نزاکت میں یاروں کو فقط باتیں ہی
یعنی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہیں

شعر ۲۲

نظر کی بسکہ جب سے [illegible] آیا اشارتِ ابرو میں — تماشا کس غضب کا تھا طلسمِ چشمِ جادو میں

یہ تڑپی ہیں جب آئے ہیں تیرے وحشی کی قابو میں — کہ سم چھپ چھپ گئے ہیں لب پہ انشاخ آہو میں

تھا آشنا سلیقہ مروت کا ظلم کی خو میں — ستمگر کوئی تماشا ہی طلسمِ چشمِ جادو میں

اشارہ ان کا اثر پہنچا [illegible] جب ہر اک مو میں — چلی تو نیمچہ اک جنبش شمشیرِ ابرو میں

سمجھ کر کچھ نشانہ [illegible] سینہ تو میں — دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا ہے موئے گیسو میں

کوئی تو سر چڑھا دل [illegible] سینہ تو میں — کہ شانہ خندۂ دندان نما کرتا ہے گیسو میں

بسایا تھا جسے الفت نے اُن کی بوئے گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی عیش سے جو تو نے اک سماں کھینچا ابھی رو مین
ادھر اُن کی ہی چتون اور ادھر اُٹھنا ہی پہلو مین

دل چھپتا ہی اگر لیوے نظر اس کی تہ شوخ
نہیں ہین پتلیان تختی کی کھنچی ہین دو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف ہے پیدا
پری کوئی مقید ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین گن کا غصہ سے دم شمشیر کا دنبالہ
نیا اک پیچ کیونکر ہی شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ بین سو دین
وہ خود جا بیٹھتے ہین اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین بنکر اشک مانی سرمہ آلودہ
بکھرتی تھی کہ موتی جو تکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان داغ منہ پہ کھلی وہ
پڑی ہی ہاتھ لعن میر جگر کی آنکھ پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈہلکا کی شک سرمہ آلودہ
لگایا قفل طرفہ طلسم چشم جادو مین

سنا ہی منہ مین بیٹھکر دیکھینگے وہ پرین
تماشا پتلیون کا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک لا نکی جانا دیکھکر ایدل
ظفر تکیہ لیی بیٹھا ہی کوئی چشم جادو مین

خدا ہی راس لائے دیکھیے اُس بلا مین کیا ہو	وہ سمجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسوؤن مین
یہان مقصد اُٹھکر ہاتھ دلگیر سے آتا ہے	وہان چلنے مین رُکتا ہے جو شانہ اونکی گیسوؤن مین
معاذ اللہ اب مین کسطرح زلفین چھڑواؤن اونکی	بلائین شانہ لیتا ہے تو بل پڑتے ہین گیسوؤن مین
ذرا دیکھے کوئی اُس ضد کو دیدے کی صفائی کو	لگاتا ہون نہین حب سے بہا دیتی ہین آنسو آنکھین مین

غزل ۵۶	خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا لہو سا کچھ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین	شعر ۲

کی نظر بازی تمھی سب وصلت کی راہین ملگئین	ملگئے دل ہی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین
تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین	یون الگ تھین جا سب کے منزل پہ راہین ملگئین

غزل ۵	ولہ	شعر ۱

جنبش ہی شعرِ راشک سے عرشِ آہ مین	سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین
بیکل ہے جان دل جو ہی راہِ گناہ مین	مضطر ہی نا خدا بھی جہازِ تباہ مین

کیونکر پھرا دل آنکھ محبت کی راہ مین — برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محو ناز کوئی سیرگاہ مین — آنکھین بچھائین نقش قدم کیون راہ مین

اُٹ رہی تباہیان حرم کی الفتین جاہ مین — صورت جو دل کی تھی وہی ہی دود آہ مین

کہدے یہ ماجرون نہ آئے کوئی ادہر — رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو — اوٹھتے ہین پاؤن گرد کے اوٹھنے سے راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی لے آکے جو خبر — پھیلا کے پاؤن سوتے ہین جا ہی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق سے ٹیڑھی سی ہنو شہید و — دنیا الٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بچی نہ بن کے نکلتی یہ حسن سے — پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کیسی چاہ پیار سے — صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلوں سے کسطرح مین کرون — جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سے ہو خود بھی سبزہ رنگ — زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئینہ خود بدار غیب سے — ہو شخت کو اپنے در اتے ہیں لٹ کے پاؤن

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے — اوسکو کبھی لیتے ہیں عذر جو دغا کھاؤن

تھکتے ہیں جب قریب وطن جا کے ناتوان — آتی ہی نبود یار کی لیتی کو ... ا ... ن

غزل ٥٩

ماہر وہ تیرہ بخت نہیں خوش نصیب ہی
سرمہ نظر سے جسکی ہی چشم سیاہ میں

شعر ١٥

تاثیر درد ہجر ہے پچھلا پہر نہیں — دل کی مرے چمک ہی طلوع سحر نہیں

کتنی شب فراق کٹی ہی خبر نہیں — بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہیں

وہ نازکی نہیں کہ جو غفلت اثر نہیں — کیا ہو شمشیر ہیں ہیں اوان کمر نہیں

جوہر کا وصف جسمیں نہیں نیشتر نہیں — اسکی نہ بات پہ قصہ ... وجہ جگر نہیں

تاثیر اشک شور ہے پچھلا پہر نہیں — کچھ رنگ شب کا ہے بیاض سحر نہیں

بیدار آنکھیں کھول کے دیکھیں تو کچھ کھلے — فرقتیں رنگ اوڑا ہی طلوع سحر نہیں

آنکھ [illegible] کون
شب کا بھی نکلا ورا ہے طلوعِ سحر نہیں

[illegible] کی تماشا ہے
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہے کمر نہیں

[illegible]
نی ہی شامِ ہجر کی پیری سحر نہیں

[illegible]
ٹکراؤں کیوں نہ سر کو مری گھر میں در نہیں

زلفیں لگا کے دو تے پیچ کیوں [illegible]
جس سے کہ تھی یہ جھونک وہ نازک کمر نہیں

دنیا طلسم حسن [illegible]
گردش ہے چشمِ مست کی شام و سحر نہیں

ہی گھر مرا آئینہ کا [illegible]
مسدود ہی نہیں ہی اگر باز و در نہیں

نادم وہ گر نہیں ستمِ ہجر پر ہوئی
کیا بھیگتی ہے رات پسینہ میں تر نہیں

غزل ٥٩

ره ره کے دل میں وحشتی ہی ماہر کے کیوں چمک
بجلی تڑپنے میں دل مضطر اگر نہیں

شعر

ہی غل براہِ دہر قیصر بھی قمر نہیں
اک کر چاندنی ہی طلوعِ سحر نہیں

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین
کسکی خبر اونھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا انکو ئی دہر مین برق و شرر نہین
سچ ہے تڑپتے دل کی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین
کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین
کیا جانے دل پہ کسکی ہین چٹکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تاب نظر نہین
کیا ہے جو غیر حالت قلب جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین
انگڑائیون مین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین
کس سمت ہو کہان ہو کدھر ہو کدھر نہین

مژگان پہ اشک چشم بھی ہین لخت دل بھی ہین
اک لی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہل دل دیکھتے نہین
کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رو رہے ہو دل شام ہجر کے
میلی سی ہو جاندنی ہی ضیای قمر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لٹا ای ہی حسن سے
افسر ملا ہوا ہے اسے فتح ظفر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل تیرے حال پہ
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی جنون نہین

جا لگے ہو دونکی چشم کا ہی عکس چرخ پہ
آنکھین جھپک رہے ہین یا نجم سحر نہین

پلکون کی بھی بلا وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھون مین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت مین ہاتھ ہین
کھنچکر چلے کمان سے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کر نہین کرتی ہی اہتمام
وہ چشم نیم باز اگر باب شر نہین

کرتا ہون چلتی پاس کے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت اب تو وہ درد جگر نہین

کیونکر تڑپ کے نہ رہیگا دل ہجر مین
جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ درد جگر نہین

کی دشمنی ہی نہ آسکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی ہجر کے مرض کی خبر نہین

کاندھا بدلتی آتی ہین آنسو بھی سوے چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لخت جگر نہین

محمل عیاں شبیہ بھی حسن کبھی تو روؤن لب
آنسو بھرے ہین مگر چشم تر نہین

حسرتون پہ ہو نشانہ تیر کیون دلدار کا
زخم ہان کلک مژہ زخم جگر نہین

[illegible]
دو لاشہ دونون بہم ہین قلب جگر نہین

[illegible]
گر زہر کا تمہاری نگہ مین اثر نہین

[illegible]
کس پر کھڑی مین ہات رکھے گر کمر نہین

[illegible]
انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی ادھر نہین

[illegible]
سوتے ہین ہم کو کیسی کی خبر نہین

[illegible]
کچھ میٹھے میٹھے درد ہین لیکن اثر نہین

دل تکی پھڑا پھڑا دیتا ہے ہجر مین
یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال تم سناتی ہو لیتے ہین غم نیا
نیچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون ہی تن سی نکل آئی ہین پر مرے
ٹوٹی ہوئی گو نین اگر شستہ تر نہین

کیون سانس تھمتی ہی عرق آیا ہے کسلیی
بھاری جو بات آپکے بیمار پر نہین

جراح بھی چھیڑے تو مین کیونکر تڑپتا ہون
اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی ایڑی تک اونکی زلف
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوئے کہ ہر بال و پر نہین

وہ محوِ خوابِ ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین وفا ہی انکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو قیمتِ جان ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑگیا ہے محبت مین تفرقہ
دل کی ہین تو دل کو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو لیے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دو بانکی آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے دردِ کمر نہین

سوز و گداز عشق مین گریہ بھی ہو اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر سے ان اشکون کی یہ شور
پارہ نہین یہ ہے جو رقیق ہی شرر نہین

وہ اوکسیلی ماتھی سر سرمہ ہی جو لگائین
ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سحر نہین

کیون نیم باز رہ گئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گر گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گئے تھے ہنسی کی سیل
اس ناز مین بھی پہ خود اونکی نظر نہین

آنکھین اوٹھ لگئی ہین جوانی کے نشہ مین
ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جب کھنچکے تو بولا مین تب یہ ہین
جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون حلقہ چشم پڑے ہوے ہین دو دو آپکے
ملی دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی ہنسو اودھر اودھر چلی ہین پہ
سچ ہے کہ دل کی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون اسکی روشنی مین نکلی بدن سے دم
آتی ہی گر چمک نہین درد جگر نہین

معشوق دیکھ پایا جو گورا کی بہت
یہ شمع کے ہیں اوٹ پتنگوں کے پر نہین

بیٹھے دلوں سے پتنگی ہو کیون اوتار کے
ہیکل کی تختیاں ہین یہ لخت جگر نہین

گھستی ہیں ہم تو دیکھ مین کیون وہاں
کھنچی ہوئی رگونمین مری کر اثر نہین

ان آنکھ مین عکس سی اک چشم صاف مین
حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھڑکنا کو دل کی غریبی کو دیکھیے
دعوہ پھر اوسپہ کیمہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچے لاتی ہین چلنے مین کس لیئے
کرہو نمین آنکھ اونکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرونپہ طعن ہے
خود نگر بڑی جو حسن پہ اوسکی نظر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑکے کس سی سوگئے ہین سیس بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی دھوم ہے چرچے ہین نام ہے
بن بن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کانچ ہو گئے ہین
لب ان کے مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اپنے ہین کہ پشیمان شمع اور آئینہ
کچھ دل پہ یار تا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل

کٹنا شب فراق کا یا ہجر محال ہے
کچھ جیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ۲۵

غضب ہے سبزۂ رخ کہلکی لب اوسکو بتاتے ہین
نگاہون کی جو پڑتی ہے نشان کچھ پائے جاتے ہین

کوئی اوسکی ہی جو ساتھ پھر دفن ہوتے ہین
مبارک ہو تمہین عشق ہوس کے عاشق ستاتے ہین

عبث کیون دو سجاد بار احسان اوٹھاتے ہین
جو خود اوٹھتے جہان اوسکا لاغر کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن سے آپ اوسکی جامے مین سماتے ہین
اوسی بالیدگی ہی آئینہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو دل جلاتے ہین
خود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تنون کی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارہ مین جو کاغذ تک کھینچ آتے ہین

بشر ہیت کو بھی تا دست رس اپنی ستاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانوں کی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہیں
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہیں

دہن میں وہ زبان دیتی ہے جب یہ پاس آتے ہیں
نجانے کیا پتنگے شمع سے باتیں بناتے ہیں

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سے مٹاتے ہیں
نشان آئینہ میں کس نفس کے پائے جاتے ہیں

رہیں آباد و شاداں رحم جو شمعوں پہ کھاتے ہیں
وہی ٹھنڈا ابھی کرتی ہیں آخر جو جلاتے ہیں

نہیں معلوم جلنے میں وفا کیسی دکھاتے ہیں
زبان شمع پہ کچھ نام پروانوں کی آتے ہیں

جلانیوالے تو تجھ سے ہی ذکر اونکا جاوید و
دلوں کی موم کب ہیں شمع روشن جو بجھاتے ہیں

نزاکت اونکی کام آتی ہے میرے مثل آئینہ
ذرا سی جب خلش ہوتی ہے وہ دلمیں در آتے ہیں

نگاہوں کو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہے بوسہ
پتنگے جلنے میں کچھ یوں منھ کو ملاتے ہیں

ہماری اضطراب دل کی حالت یہ پہونچی ہے
نہیں جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہیں

رگیں کیونکر نہ مثل ہوئے آئینہ مری دھجیں
کہ جوہر ٹکڑوں کے ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہیں

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہیں
چلو تم جاتے ہو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہیں

ہماری ناتوانی کام آتی ہے تو منزل مین
غبارِ جستہ و خستہ ہو کر قدم اپنے اوٹھاتے ہین

نزاکت سے بہو غنچہ کیون نقاہت مین نہ شرماتے
نسیمِ صبح کی جہونکے مرے دل کو ہلاتے ہین

ذرا آفت سے ہم بچتے ہین کچہ تسکین ہوتی ہے
تڑپ کر جب تہِ شمشیر سینے کو لگاتے ہین

قیامت کے جب آنکہین نظر آتی ہین یاد اوسکو
زمین سے چلنے مین کہنچتا ہوا دامن اوٹھاتے ہین

گلہ ہو آپ سے کیا بیرخی کا غنچہ مین کیونکر
ہماری ہاتہ پاؤن جب تہین آپ اپنی چہٹ جاتے ہین

تپاک کرتے صدا دیتے ہین اشکِ شمع کافوری
جلین دل اونکے جو دیکہتے ہم کو جلاتے ہین

شعر	سلیقہ مثلِ ما مہر بات کرنیکا نہین جنکو مثالِ عکسِ آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین	غزل ۶۱

یہ حباب آ کے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتے ہین زبان ہین وہ سر دیتے ہین

سچ ہے ہنستی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کہاتی ہین تب سنگ ثمر دیتے ہین

شمع کہتی ہے کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہائی سپر جانکی منظور کرو
ہات پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین بخیلان جہان ہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی شہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دھو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یو تمہین خامونکی
لوگ لکھ لیتے ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ۶۲

شورش اونکو کہین کیونکر نہ سنون اے ماہر
کچھ خبر دلکی مجھے دیں ترے دیتے ہین

شعر ۲۸

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی ترمسی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش سے کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترتبین ہی جو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو رد کے بیجا ملال کرتے ہین
یہ یعنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

نہ خوش ہین وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین
فلک سیکو چھُری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کہو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خون نکی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق سی تو بی سخن ہین وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زُلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوی ڈرے ہوی لوگو نسی کہدے ذبح کے وقت
یہی چھپاتے ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیّاد
اسیر صحنِ چمن کا خیال کرتے ہین

کیسی لوگ ہین یارب فرشتگانِ لحد
کہ جانکر ہمین انجان سوال کرتے ہین

زبان نکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری فوج مین منھ کا بھی پھیرنا تھا ضرور | جہانگین یون ہی کسیکو حلال کرتے ہین
فرشتگانِ لحد چھیڑنے سے کیا حاصل | جوابدہ ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین
کشیدہ کون ہو تیرافگنانِ عالم سی | کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین
خیالِ خاطرِ نازک تھا عفو ہو تقصیر | جگر کو تھام ہی اب عرض حال کرتے ہین
ثمرہ کی ہاتھ ہی کہتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف | فقیر اوسکے وہی آسے سوال کرتے ہین
وہ لوگ ہی ہین جو ہین دورِ چشم کے کشتہ | چھری سی ہمکو تو ڈورسے حلال کرتے ہین
کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے | کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین
جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھون | وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین
عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے | ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین
ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب کچھ چشمک | وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین
نہ جا صدائے فقیرانِ آسیا خو پر | یہ جتنا سیر ہو اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسی عمران پناہ دید سے	یہ آپکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳	اونہین سے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے بیچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین	شعر ۴۴

جرّاح دردِ زخم سے رودن خوبہ نہین	دل ہنس رہا ہے بخیہ تارِ رفو نہین
اب کیون ترک گدا کا سفر مشکل ہو نہین	حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین
اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین	حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین
ناقدر دردِ غم کے نمونے سے شاد ہین	مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین
یون حبس دم کئی ہین قفس مین اسیرِ باغ	شاخون مین پھول اک نہین پھلون مین بو نہین
پروانون کو جلاکے دکھا شمع کا نہ دل	اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین
سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھ دو فاتحہ	میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین
دہبا لگایا آپ مین کس احتیاط پر	اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پا کے کہتے ہین دل سی مری وہ یہ | ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا | شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اوسنی یہ کہے | پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسی کے ہاتھ | جو چلیون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی | ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دل نالان مرا کہین | چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھ تک تو عادتین تھین جگانیکی رات بھر | سونے نہ دی اونہین یہ مرے دلکی خو نہین

پر تو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور | بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین الجھین تو کیا کرین | گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ | رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتی ہے دل مین ڈال کے روزن مراد دل | اس دل کی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہارونکا زور دیکھ کے ناوک لگائیے ... اولٹی پھرین نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تیر دیکھ کے حسرت زدونکو مین ... سن رکہین سبب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو ... معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو سمجہین شراب سرخ ... مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا ... وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل بی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے ... چھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو مین جو ٹوٹے ایسے دل ... ہی کون جسمین شرکتِ خون سبو نہین

خنجر کا منہ بھی زنگ کے پردہ مین ہے نہان ... دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ سہتے دین اپنے تیر ... غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکان مین زنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو ... جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا ہے ہین تیر اسلیئے ... کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر یہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہو کہین مرا دل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنو گے تو ہوگا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا کلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبر رنگ و بو نہین

تولید خو نکی مردہ دلی ہین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چہاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضدونکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دل زخمی سکے حال پر
با تن شکست بخیہ تار رفو نہین

زخمی دل سیئے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکونکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

بر عکسیون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ روائے جہان کو
غنچے کے دلمین بہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابھی دل لہو نہین

اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی	عشق کی ہی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین	اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴	گل دیکھی کیون خموش ہو ماہر نہ شمع بزم چھن جائے منہ کی بات تو کچھ گفتگو نہین	شعر ۳۴

مجھے اس شرط سے ہی ہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین
رگ جان مین سوز غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گل آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نشیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر و نکے جیسے بو رہے شیر و نکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریق صاحب فن مین

اسد جاتے ہین بشیہ کی طرح غیرون کے مسکن مین

کوئی دم دے رہی ہے تیغ دستِ ترکِ پرفن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امیدونکی

اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بند ہین باندہی کسیکی اہلِ وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھاتے صغیرون پر ہی جو ساتھ آئے ہین
مین جس مٹھی مین ہون گلچین چھپا لے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سے سر پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر بال اپنا لیگئین اشکو نکو بھی نظرمین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اولجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھپھولے کی طرح دل بھی نکل آئے
لیے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین
نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا
کرے مستون کے ہاتھون ہی بہی گر پڑتی ہی دامن مین
عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل
اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین
بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر
ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین
رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان
بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین
دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ رو دین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انہین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اسسے بڑہکے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتھر بہی نہین تہمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوتر کر زلف نے اوسکی جگہہ روکی ہے شانہ پر

کبہی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اوسنے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب
جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس مین کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانے کے
لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۹۵	بشر ہو کر فلک کی گردشین ماہر سہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	شعر ۱۶

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون
میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون ترے ہی داب مین ہون
خموش بس اس حجاب مین ہون مین اور گویا جواب مین ہون

بے ادہکر عذاب مین ہون محاسبہ کے خطاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون
مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہروؤنکے سذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو تد کے مین خواب مین ہون
لحد عجب اضطراب مین ہون صدمے آ اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکرِ عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون
گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ و تاب مین ہون مین سمجھا اور حجاب مین ہون
ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی مملو ادِھر گلے تک شراب مین ہون
برنگ بوئے چمن جو بھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رویا

ہوا بس آنسے مین کوئی گویا کسیکے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جان مین سوز کہتا ہے استخوان مین
کبھی ہون مین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈوبنے مجھسا بہی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل
ادہر رہی ہے زمین سے ریتل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حال قلب مضطر پٹک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر
جہان مین تہلکے نہ در دکیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تہا شعلون نے کچھ اشارا
مین دستگیر ونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دکھ تو فلک نے ڈالے نہ منھ سے پر یہ سخن نکالے
چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلب مضطر تو سر پہ ہی صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان بمثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم اے حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ۶۶ | نہ خوش ہون ماہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشت آہن | شعر ۶۹

زمانہ بھی تو ہے فلاخن جو دم کو ہین انقلاب مین ہون

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین
تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دوست جو میرے قرین نہین
سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دُوربین نہین

احسان نہ لے تو مثل ترا بھی کہین نہین
اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہی نامِ عشق کوئی نازنین نہین
مجنون تو ہین بھی لیلی محمل نشین نہین

ای چرخ کاملونکی جگہ کیون کہین نہین
تکیہ سے بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑ کے دیکھتی ہی کیا کہین نہین
دنبالہ سُرمہ کا ہی کوئی دوربین نہین

مٹجا ہی شکلِ حزن تو جانو حزین نہین — تقدیر کا لکھا ہی چین جب نہین

عاشق تو کوئی مثل تو خود نازنین نہین — عکس انکا جسکے رخ سے نہین وہ حسین نہین

پینے مین محتسب کو یہ کیون ہی نہین نہین — شیشون کا ہی خون مری آستین

کیونکر مکان ہی عشق زیبِ مکین نہین — بجس مین ہے حرف جو کرسی نشین نہین

نالے رو رو کے کیون نہ رو دون کہ مجھسا حزین نہین — آنکھو نپہ آستین ہے چین جبین نہین

ہیچ ہے پناہ سبز خطون سے کہین نہین — یہ آب زیرِ کاہ ہین حسن حسین نہین

کیا اہلِ نام چھپتے ہین اپنے گھر نگین سو نہین — جب آشنا زمین ہے پشتِ نگین نہین

ہو لامکان تو اہلِ فنا سے کرو نشان — گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جامہ مین یار کے ہون جو زہر جنون سے مین — افعی سے کے تن کا پوست ہے آستین نہین

گر ہون نہ وصفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول — اک نام ہے چراغِ مکان نگین نہین

جسکے عرق فشان یہ کیون تار زلف خفا — شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا ہی گر
آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشار قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خونکی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون مین قیدی جامہ ہو نہین کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسن نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دیکھا ہی چکو جمال
کیا خوب سب تو سنا ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی درِ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی اور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے درِ ثمین نہین

تکرار نفیِ وصل مین اتنا رہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دیکھا دیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھونمین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادیکی آئی وہ
ہین موم خام سُمِ غزالان چین نہین

ہُون آتشین لباس گُل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئینہ تو نہ کھلواؤ مُنھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم ہی حسین نہین

ہے غرقِ مالدار کا باعث بہا نہین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانیکی طرح سب
ہان سہی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا بُرا ہو نہین کسی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے ہے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بُو
جسمین نہ دستِ غیب ہے وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارونمین کچھ جواب
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظار اجل مین مرینگے کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونیسی کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب ہی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفت دُور مین نہین

یون گر سنے آئے دیکھلے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میر دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دیتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوے منھ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیی کچھ بھی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ تا کسطرح سے ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپکے آج بیٹھے ہین جیسی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار و تمین ہین عیب بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کا ہکشان نہیب فراق
عریان تنونکی آنکھ پہ گرہ آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کس کا کرون گلہ
ہین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو جا ہو اپنی منھ سی کہو مین سُناؤنگا
ہر جا ہو میری جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سوزن سے پوچھیے
لاکھون بنا ہی گھر مگر اک ہین مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جادو سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کہ سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی آنکھ ہوئی نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ لیسکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوئے
یہ آنکھ وہ ہے آپ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھون تلی آگے لاؤ تو دیکھو جہان کا حال
دنبالہ سُرمے کا بھی کم از دوربین نہین

تھا جب بھی آنکھون جو کھلین میری ہوئی ہین لوگ
ای نیند تیری ہے جسے وہ بھی کہین نہین

تو ہمین کہین چھپی بیٹھی ہو میری جان
یہ بھی کہین ہوا ہے کہ ہو اور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق
جسپر مرین سب کہئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نہین تو ہے قدم لگا ہی نام
حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پھرتے لوگون کا شکوہ ہو اے فراق
بیٹھا ہوا جو دل تھا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کر اپنے کا آج کیا سبب
سینے مین دیکھو درد تو ہے پر کہین نہین

ای ڈھونڈے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب
کیا چیز کسکو ڈھونڈھتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑکے لوگ تو اٹھ بھی کھڑے ہوے
اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ٦٧

بیٹھو گے لاکھ ہٹ کے جو ماہ سی ہو گا کیا
مژگان پہ آکی اشک کم از دوربین نہین

شعر ١١

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو
کیا دل دکھائین تیرا طولا ہی آہ کو

عمرِ رواں سی دور رکھ ای دل گناہ کو | ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکوں سی کچھ سکون ہے مجھ پر گناہ کو | تھا بنا ہے لنگرون نے جہازِ تباہ کو

کہتی نہیں جھڑکی آہ یہ عرشِ آلہ کو | دکھیں ملک بھی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑ کے عرشِ آلہ کو | کیونکر کہوں نہیں تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیون اشک ہون ضرور نہ مجھ پر گناہ کو | لنگر سے روکتے ہین جہازِ تباہ کو

دکھیں بشر جو چشمِ بصیرت سے آئنہ را | ہر رگ دکھائے معرفتِ حق کی راہ کو

در روشن طبع جو ہین گنہگار دہر مین | سے چلنے مین چھوڑ دیتے ہین وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تنِ بیسکون سی تو | لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیون مو دلِ ستم نہ دل مضطرب کو ہو | سے ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

غزل ٦٨	ماہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے اب چھوڑ بھی جانکے سفید و سیاہ کو	شعر ٢٣

سوزِ غم آہوں سے میرا تیز تر کیونکر نہو ۔ آتشِ سوزاں ہوا سے شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سے ہیں بہ مژہ لختِ جگر کیونکر نہو ۔ آب دیں جس نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری میں میرا جامہ در کیونکر نہو ۔ چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی میں مجھے سوزِ جگر کیونکر نہو ۔ سنگ خلقت ہوں تو باطن میں شرر کیونکر نہو

شیب میں ہے نو بہر داغِ جگر کیونکر نہو ۔ گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو ۔ ضو فشاں ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سے پایا پھل نہ میں نے گر تو اسکا کیا عجب ۔ جو شجر اک سرو ہو وہ بے ثمر کیونکر نہو

ہے شب کوتاہ وصلت میں گذشتہ کا بیان ۔ ذکر طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکس داغِ سینہ سے پٹی نہ کیونکر دل مرا ۔ تابشِ خورشید سے پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بیچ میں واحد ہوں میں ۔ مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سے گھبراتی ہے روح فرطِ غم ۔ داغِ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتابِ قصۂ زلفِ دراز
پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھسے تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کرنیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمالِ اوج سوزِ آتشِ فرقت کو ہو
شعلۂ سرکش نگاہو نمین قمر کیونکر نہو

ختم کر دی عشق جب مجھپر جہان کی انقلاب
دوستِ دل سا دشمنِ بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا وا مرے غمکو حصول
دشتِ محشر دامنِ زخمِ جگر کیونکر نہو

وارِ پیہم جب چلاین گردونکی مجھپر زیست مین
پھر مری تیغِ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجھکو مرنا ہی فلک
میتِ مجانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغِ فرقت جا ہین دلمین چپ سے سوزِ جگر
یادِ لطفِ وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسملِ شمشیرِ طولِ شامِ فرقت ہون فلک
میری نظرونمین شفق خونِ سحر کیونکر نہو

جز و آفاتِ سما دیکھی نہ بجز ان گل کیون
شاق تر مجکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

[illegible]
آہ نی دنیا [illegible] کیونکر نہو

غزل ٦٩	یاد میں آہو ہوئی چشم یار کی نکلا ہے دم نرگس ما ہمہ کی خبر وحشت اثر کیونکر نہ ہو	شعر ١٩

کہاں تاب کثافت صفائے طبع مصفا کو
کہ دست صاف ساقی سے ہی قے آتی ہے مینا کو

کیا ہی یاد کن مستوں نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنگر شور قلقل ہچکیاں آتی ہیں مینا کو

لگا آتش تو آگ دو آتش فرقت سراپا کو
سپند آسا اڑا دوں جھر دل سے سویدا کو

پلا دوں کیوں نہ آب آبلہ وحشت میں صحرا کو
زبان خشک سمجھا ہوں میں نقش کف پا کو

ملا خلقت سے خوبی کی لطف وہ قلب مصفا کو
مئے گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھی جو مجنوں نے لگی صحرا کو
نہ سمجھے خیمہ لیلی سے کم داغ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دست جنوں مجھ وحشت پیما کو
مثال گرد بیٹھے دیکھوں دامان صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھ پر حباب کے
گرہ میں اور باندھیں مہ پارے آب دریا کو

سوئی کی دولت تو نظر پڑتی جو [illegible] میں
سمجھتا خوشہ انگور میں عقد ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمعِ بزمِ الفت کا ہو پروانہ
کیا ہے سیر فرشِ ارض جنون نے جسکے صحرا کو

کمی ہی گر وہ کہلکی آنسو ونمین کیون ہو نہ قلت کی
کہ ساحل کا تو کہینچا نا بہوا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بہی ہو طیران چاہے صورتِ سیمرغ
پر ہی پرواز تیر کا ان اعداء ہے کردے صحرا کو

پیادہ چلتی اوسیلی تو رتبہ اور بڑہ جاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون نقشِ کفِ پا کو

نہین سکین نے وقتِ غرق آ بسر دکہینچی تھی
حباب اوٹھے ہین سر سے سب پروانے آبِ دریا کو

نکیونکر ہیجانہ دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تہا زلیخا کو

ترقی خواہ نورِ حسن اتنی ہی ہون عاشق
اندہیرے تک پہونچے کم تھی تجلی چشمِ موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثالِ نبض تڑپن عمر بھر تیری مسیحا کو

ترہ پکر ہجر کی راتین کٹین جب قیدِ یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل	کسیکے ناخن نازک جو یاد آتے ہین اے ماہر گرہ ہر اشک کی کہل کر خجل کرتی ہی دریا کو	شعر ۱۴

اچھا یونہین سہی شب فرقت بسر تو ہو
یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانند شمع خلق مین سودا سر تو ہو
ہر جسم پر رہے نہ رہے تاج زر تو ہو

کم ظرف کے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو
دریا سے تشنی گھٹی تو بقدر گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو
پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سے کچھ نہ اور ہو حفظ نظر تو ہو
جب گھر لٹے فساد کا گھر قفل در تو ہو

ای عشق دل مین آبرؤون کا گذر تو ہو
سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مر جائے دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو
جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو
پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوانہ در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیئے مجکو اشک چشم
لنگر سفینۂ صدف کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبش ابرو مین کسطرح
تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیس سے آسیا سے کیا
کوئی مرض نہین ہے تو دوران سر تو ہو

گرہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی	آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو
گویا اگر نہین تو نہون یہ ہی اک ہنر	سب کچھ سہی بتونکی خدایا کمر تو ہو
دلکی جلا دکھاتی ہی ماہِ جمالِ دوست	مجھسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۱۷۱ — وله — شعر ۲۰

تیغِ جفائی چرخ کا کوئی اثر تو ہو	چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو
آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے	اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو
اب دیکھین گڑگئی ہی مثالِ سنانِ تیر	وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو
باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین برنگِ گل	ہون داغ دل مین پاتہون مٹھی مین زر تو ہو
غنچے کے عشق مین اتنا تو ہو اثر	شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو
بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین	بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو
کہتا ہی پھیل پھیل کے یہ دودِ دل مرا	اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بہی تو اڑ رہے گین تو عجب
مجہسا ریاضِ دہر مین نے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافور زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑہاپے مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بہی سراسی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبت معراج کیا پسند
پڑ دیکی گر ادہر نہین کوئی ادہر تو ہو

سیج ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادہر کی ودہر تو ہو

جاگا ہوا تہا ہجر کا آتا ہون تہم ذرا
ای حشر قبر مین مری سیدہی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین
کچہہ دل کے کہوئے جانلیے تم باخبر تو ہو

بہائی سی اوسکو بہی اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اور وان سے عرض حال کا تو امتناع ہے ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل

ما ہم امید عفو گنہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہوگا ذرا چشم تر تو ہو

شعر

مسکن سے کا مثل حباب رواں نہو
نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو

یون گنہ گھر سے کامیاب جہان نہو
لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو

طے کرکے راہ سخت قدم کیون رواں نہو
تلوار کیا ہو تیز جو سنگ فسان نہو

مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو
مین بہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو

وہ ناتوان ہون سینہ سے منہ تک آسکی
لیکر عصا آہ جو نالہ روان نہو

یابس مزاج ستی تواضع کی رکھ امید
جان او سکو خشک چوب جہک کر کمان نہو

بحر جہان مین ہو نمین ہوائے تہ حباب
گر مین نہون تو گھر کا بہی میرے نشان نہو

کسطرح اشک سینہ سے آنکھون مین میری آئین
پستی سی سوئے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین شہر کی ہی بہار	صحرا ہی بچھ چمن بھی اگر باغبان نہو
کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبار دل	یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو
دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون	تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو
کینہ ہی منہ سے ہونٹ نہ نکلے جو دل سی بات	سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۷۳

چلتے ہوئے جو قافلے رکتے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پس کاروان نہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر مایندو	تیر خالی جو گیا دور کرو جایندو
رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جا نیندو	اک کلی دل ہی ہی مرجھا کو تو مرجھا یندو
ذکر بحرین تو تنہا ہی سنا کر مجھکو	خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجا یندو
او جھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی	ولولے دلکے جو نکلین تو نکلجا یندو
شاید اونکو مری رونیکی نہین سی ہو خبر	ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جایندو

نزع مین پھر وہی باتین وہی چھوٹے وعدے / دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ / غش کو مین آنے نہ دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن / دل مرا آج بہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھے / تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گر جا نیدو

مجھپہ تو طعن بھی آیا ہے اب آئنہ کیون / دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرا نیدو

ہے عشاق کی قسمت کی بڑھینگے ابھی اور / کچھ دنون گیسوؤنکو اور بھی بل کھا نیدو

چاند سی منھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین / روح کو جسم سی آنکھون مین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴ — نرگس مست مین یا بھر ہین کب اشک شادی / نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو — شعر ۲۵

انسان کا دل ہی دوست کی دکھ سی حزین نہو / ضرب تبسم جو باعث زخم نگین نہو

روتے ہی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو / آنسو جو تھمین تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حالِ دل پہ زمانہ حزین نہو ۔ چشمِ فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار ہی کہین کالک نگین نہو ۔ رکھدی یہ جس جگہہ قدم اوتنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہین کیون مثل اہلِ نزع ۔ رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ کہوی اشک اسلیے ۔ بچپن کی رونی آنکھ مین شرمگین نہو

پھرے پہ زلف آے تو کہیے نہ منھہ سے کچھہ ۔ یہ عاشقون کی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی ۔ مین خاک اڑاؤن گرتہہ نگین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین سرِ وادی کی سالہا ۔ کیونکر دونیم سمِ غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین گوشہ نشین ۔ وہ چشم دُودِ دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات ۔ منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب حال ہی باطن کا جانی کون ۔ سب ہو کسی سی آنکھہ مگر شرمگین نہو

اتنی مین لامکانیان جاتی رہینگی کیا ۔ دلمین تو ہو مکین مریجان گر کہین نہو

تی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کرے اپنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون بادشاہِ اولو العزم ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیرِ نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمینِ نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین ہیبت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کہدو یہ نامیون سی گرمی جب زمین عکس پر
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرفِ نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنی کوئی
تلوار اونگلی کیون جو چڑھی آستین نہو

گر دفن اہلِ درد ہون گرمِ دشت مین
تکلیدِ موسمِ ستمِ غزالانِ چین نہو

گوہر کو پا کے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ قرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

رہ کے سو نہین تڑپتے ہوی دلکو اسلیئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑی ہے یہ
ہر عضوِ تن جو ہو ل ہو تو مجھکو نہیں نہو

غزل ۵ | ردیف الہاء | شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشاں کے ساتھ / پھنکتا ہے صور بھی مری شورِ فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دلکو نہ اشکِ رواں کے ساتھ / کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چلا ہی نسیمِ چمن ناتوان ہو نہین / اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی / صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھے بھی جام دے تاب کبھی تھا مین / لہرائی اب تو موجِ مئی ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بھی فضول / آبِ گہر بہیگی نہ آبِ روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین اک ایک گام پر / تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب / اوڑتے ہین جوش بو ہی گلِ بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوق شہادتکو دیکھنا — ہر تیر اپنی تن مین ہا اُستخوانکی ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سی لی وماہِ حسن ہو — یوسف تری تلاش کو نکلے کاروا ساتھ

سالک ہوا اُس طریقِ پرآشوبِ عشق کا — رہزن بھی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلہ والو ضرور تھا — کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف — چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تھی پہونچی نہ حد تلک — رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منہ لگائین — کھنچ آئے دُر کی آب بھی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئے محشر مین غُل ہوا — مستون کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور — ان چہچہونکا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ۷۶	ہے ظالمونسے دہر مین ماہر کسے نجات ہر شاخ مین ہین خار گلِ بوستانکے ساتھ	شعر ٦

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے
کہ جہان اپنی ہتیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھیرین ہمراہ چشمِ مست کیون نظرین محفل کی
ہزارون ہاتھ بڑھتی ہین جدھر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہی تم منھ سی کہو اپنی
تمھین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی
کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین پھرین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا دس سے توکھینچنا قیامت ہے
کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل — **شعر**

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ہر جا
ادھر پھرتی ہی چشم مست ادھر پیمانہ آتا ہے

حد کے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے
دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی مہندی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو
آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

تذر مین پائے جگر اونسی سینی نے کہا
پنکھیا سے لیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

تنزع ہی مر رہی ہین دل کی مرادین دل مین
کھینچتی ہی مرے دم کی نکلنے کے لیے

خدمتِ صاحبِ جوہر مین ہین اعلیٰ دنی
ہاتھ بھی پاون ہین تلوار چلنے کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
کوئی بیٹھی ہی پردے سے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸

کھتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کا یہہ مرا ملنے کے لیے

شعر ۳

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے استخوان تقدیر سے

تم وہی ہین کہ بے چین ہر صورت رہے
نکلے بیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تقدیر سے

غزل ۷۹

طبع نازک کیون نہ کرداد رہی صورت کا حال
رنگ کچھہ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سر مہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ سنیے ہین او فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھاتا لون کا بھی باغ ہی تک اے صیاد | قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

تہ آب خشک زمین بھی خاک مین پایا | خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان نہ دھیان کیا خفتگان خاک کے دل | خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل ٨٠

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوتر پڑے تو کبھی کچھ کاروان نکرے

شعر ١١

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی | ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہوی پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار | ساتھ آئین کفن بدست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہون نہ رہ عشق مین پامال | ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جائی تو مسجد کیطرف سے | دنیا مین گئے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون یہ تمہارے | نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر | کیا حق نے بنایا تہا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لب و دندان جو ترے لگئی دولت
دامان نظر بھر گیا یاقوت و گہر سی

کیا دیدۂ پرآبونکی ہو سوزِ جگر کی کم
بجھتی ہے کہین آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہین اسباب امارت
نی روپے وہ نگ جو گرانمایہ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار مین کھائین
الجھی ہین مری تار نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱

کس طرح ہون ماہر ترے اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونابِ جگر سے

شعر ۱۱

جو شوق قتل مین دم تیغ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خون کی دھار سی نکلے

کبھی جو کوچہ گیسوی یار سی نکلے
تو پھر نسیم نہ ہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو نبشِ قبر بعد فنا
دھوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تا نہ راز سوز درون
کبھی شرار نہ سنگِ مزار سی نکلے

جلایہ خاک نی دی ہمسری صفا طبعون کی
کہ بنکے آئینہ تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہین وہ لاغر ہون
یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے

عجب نہین جو گل روئے یار کی تعریف
زبان طایر رنگ بہار سی نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سی نکلے

ہمارے وادی پرہول سی ذرا ایسا
قدم نہ آہوونکی بھی تتار سی نکلے

وہ محو رخ ہون عجب کیا ہے خاک کے بدلے
تق جو نور کا میرے مزار سی نکلے

غزل ٨٢

کسی پہ بار نہ تھے شکر تم ہوئے ظاہر
بسان بوئے چمن روزگار سے نکلے

شعر ١٤

جہان سی حسرت زلف و عذار لیکے چلے
مزار مین بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پس فنا بھی ہے دلکو رخ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوئے شام مزار لیکے چلے

خزان ہوئے یہ نہ دیکھا ترا رخ رنگین
چمن کے پھول دلونمین خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو کے نکلے
شکار طایر رنگ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے لڑکھڑا کے گر جا ہم
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکست رنگ سے گل دیتے ہین صبا صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابض ارواح
سمجھکے روح مرا جسم زار لیکے چلے

جو قصد باغ کری شب کو وہ قمر اندام
چراغ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخ تفرقہ پرداز
لیے ہی ہاتھ مین ہم دست یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہر عروس بہار لیکے چلے

لطیف مثل ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرا نہ سایہ جدا ہم جو جسم زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تہا جنکی دم سے لطف چمن
چلی جو اوڑ کے تو رنگ بہار لیکے چلے

غزل ۸۳

جہان مین آئے تھے ما ہم تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر پہ گناہون کا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی ۔ می گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر نی عیش یہان لائی ہی ۔ صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی ۔ ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخی چشم بت ہرجائی ہی ۔ سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی می تازہ جو بھروائی ہی ۔ مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی ۔ دور بالین سی ہو کیا موت کی تو آئی ہی

سیر کے سبب اونھین صحرا کیطرف لائی ہی ۔ میل سرمہ مجھی ہر جادہ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے ۔ دود پرموج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب ۔ خود مری گرد نگہ سرمہ مینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائی ۔ صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین ۔ خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور وہ مسرف نہی ہین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی
نظر شوق ہی مرد صف ہیجائی ہی

کیون رہی ہم سے نہ پھر یاد بتان عالم
واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہی گر کچھ ہو نظر
محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مری اشکونکی دوڑائی ہی

منتظر رہ گئی ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہی نظر کردہ خلاق حکیم
پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین جسکے سیہ خانہ مین
آنکھ یہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگائے رہون داغ دم شب
خلق مین سبکو عزیز آتش ہرجائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید
جانبری کے لیئے اونکی اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت پہ
گرد بر خواستہ نے چھاونی وہان چھائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین جوانی سی سن
بیان ضعیفی حسی کہتی ہین توانائی ہی

پتلیون نے مری بکھر کے یہ ڈھونڈا ہے تجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنے کی لئے آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی سے ہے
روز و شب پیری و جوانی سے ہے

گرم اشکونکی گر روانی سے ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی سے ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
دل مین یہ ماتم جوانی سے ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکھین
بر زمین پوشاک آسمانی سے ہے

رو رہا ہون جوین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون | رنگ دود دل آسمانی ہے
سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا | جنکو دعواے لن ترانی ہے
جائے کسطرح طنطنہ اونکا | ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے
تن مین قوت بھی آ نہین سکتی | کسقدر زور نا توانی ہے
جوشش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون | آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵ | کسی دریا مین ہی نہین ماہر جو تری طبع مین روانی ہے | شعر ۳۶

مجھسا ہی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے | یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے
مجھسا ہی نالہ کش کوئی دار محن مین ہے | دل منھ کو آگیا ہے یا کب دہن مین ہے
عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے | فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے
سوزش فراق دختر رزسی یہ تن مین ہے | اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دار محن مین ہے — رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دار محن مین ہے — تعویذ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رخت تکلف بدن مین ہے — اتو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یاد زلف دل پر محن مین ہے — بو جسطرح سی نافہ مشک ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اک بس ہنر کا ہون — کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکر رخت تن ہو انسان کو دہر مین — بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دست جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین — پیچ آجتک جو شاخ غزال ختن مین ہے

مین اب وہ ہون تن چشم تصور مین بھی جہان — انداز مردمک کا سواد وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در — بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوز الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین — شاید زبان شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفای عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا — سینہ درہی کہ نالہ پر خون دہن مین ہے

خشکی مین مثلِ قطرۂ آبِ روان ہین ہم
غربت مین ہی قیام سفر ہیان وطن مین ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے ہمارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن مین ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوزِ غم کا بیان انجمن مین ہے

ہی اہتمامِ پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوونکی آنکھ پہ دشتِ ختن مین ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم مین
گرمی اے وہ ہوا مری بیت الحزن مین ہے

کوچون سے نابلد ہین وہ خانہ نشین ہین ہم
درکار راہبر ہمین اپنی وطن مین ہے

کیونکر نہ وقتِ نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دمِ کلام زبانکو دہن مین ہے

اچھی کبھی یہ خلعتِ آخر مین کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن مین ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہون کمال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن مین ہے

محفل کے انتظام کا کثرت مین کم نہ دھیان
حلقہ نجومِ چرخ کی کب انجمن مین ہے

غربت ہماری ہی صفتِ جادۂ طریق
صحرا مین جاکے بھی قدم اپنا وطن مین ہے

یہ ہولناک ہی مری وادی کی سمت بھی — منہ پھیرے ہے اودہر ہرن جو ختن مین ہے

جوش بہار ایکی یہ ہی باغ دہر مین — پھولونکا رنگ خون جہندہ چمن مین ہے

دندان یار سے ہوئی ہین عرق عرق — اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنا خلق جہان مین ہون نالکے — رنج سفر نہ مجھی غربت وطن مین ہے

دیو سفید روز ہی کہدو مجہکی سے آئے — کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ درد دل اپنا کبہی بیان — ہر آہ کو مگر ید طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورت غال — گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن مین ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس کر ہر ایک بند — ایذا فشار قبر کی مجکو کفن مین ہے

ای یار تجہسی ترم ہو خالی محال ہے — گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ٨٦	تصویر گھر مین چھوڑکے نکلا ہے شہر سی ماہر سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے	شعر ١٠

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شکر ہی گردشِ گردونِ کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دارِ محن سے نکلے

کیون ہنو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغِ عالم سی عمل دورِ خزان کا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین بھی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کری گر تو غنا دل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچو نکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئی ہم ضبطِ بکا سی کیا کیا
اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رسن بستہ ہوے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین پھرتے ہین [اپنے]
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیلِ آبِ دُرِ نایاب عدن سے نکلے

تماشا [illegible] کی [illegible] ذکر
جان آجائے اگر روح بدن سے نکلے

[illegible] یار چمن کو لے کے اپنی سیر وہ جب
بوئے گل ہو کے نکلی جو لینے کو چمن سے نکلے

[illegible] وہ اسکے نخچیے ہاتھون پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار جنت کی طرح
وہ وطن ہی نہ رہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غنچے [illegible] وہ بلا عاشق حسین رہ گئے
ساتھ بلبل نہ ہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸۷

وصفِ خالِ رُخِ جاناں جو بیاں ہو ظاہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبارِ قلب کا اشکو ہمیں کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہیں ساحل جہاں کہ وان نہ ملے

حیات میں نہیں ممکن ہمیں عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسیکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ میں کیون آہ کا دھوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بھی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو ہین بزمِ عالم مین
سوائی شمع کوئی ہیرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہِ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخِ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تہی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پسِ مردن بہی ایک یوسف کی
مری غبار سے کیون گردِ کاروان نہ ملے

گری ہین چاہِ ذقن مین تری ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸

فلک سے کوئی یہ کہدے مٹا دے اسکو بہی
کہین مزار سے **ماہر** کا بہی نشان نہ ملے

شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقشِ پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکہ خاکِ تربت رہگئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یونہی آہین ہونگی شہرت رہگئی
تیر کے پرتا یہ آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی
یون اُڑا صحنِ گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سرِ آہو نکی جو عادت رہگئی
استخوانِ سخت تک شمعِ تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سی نہ ہمت رہگئی
مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

مخزن غم سی ہوے آراستہ داغ الم
اس چمن مین باغبان بنکر ریاضت رہگئی

شل شعلِ سوزِ غم ہی استخوان جلنے لگی
جب ہوا سی بجھگئے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھا گئی جب بھی ٹپکا جاتا ہون
کیا یہ آتش تھی کہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سعی بیجا ہے نکلتی شکلِ رزق
گردۂ نان بنکی جب گردش کی صورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا
آپ سوئے کنجِ مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغلِ نظر بازی رہا
چشم بنکر قفلِ در ہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ رازِ عسرت ارباب فقر
پردہ رکھ لینکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوزِ غم نے ایک شب مین یہ بنایا یون تمام
صبح کو جسطرح گلگل کر شمع تربت رہگئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی یہ تو ہے اک امر محال
یہ بھی وہ چھوڑیں غضب دل [illegible] رہ گئی

ناتوان وہ ہون جب آئے فاتحہ پڑھنے کو دوست
بس تعظیم اوٹھنے کی میرے خدا کا [illegible] رہ گئی

دن آپہن قربت بڑھی ہے کلیم اللہ ہوئے
بن پڑیں باتیں زبان میں ہچکیان [illegible] رہ گئی

بیخبر پاکر ہمین گھر سے نکالا بیقصور
یہ عزیزون سے تو ہین مر کر شکایت رہ گئی

ناتوان وہ ہون جب آیا دل سے چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتوان کی صحت پہ نکتہ پڑ گیا
اوٹھ کے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر بھی اپنے سرور
رنگ بنکر میرے چہرے پر پریشانی رہ گئی

ہون وہ زار و ناتوان نکلی نکلنی کی جو شکل
آئینہ میں بال بنکر میری صورت رہ گئی

غزل ۸۶

کونسا ماہر گلہ مر کر عزیزون سے رہا
خاک میں بھی ایک ملا انکی شکایت رہ گئی

شعر ۱۴۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستان میں ہے
تنکے کی طرح جسم نزار آشیان میں ہے

بیتابیٔ سکوت سے فغان میں ہے
چھالا ابھر ایک مہر خموشی زبان میں ہے

گرمِ شوق کو نہ سہی جہان میں ہے
صورت دھوئیں کی گردِ رہِ کاروان میں ہے

غم دوستان خوشی سے یہ کینہ جہان میں ہے
دل کیا گرہ کی شکل ہر اشکِ روان میں ہے

تاثیر کس کے ضعف کی یہ کاروان میں ہے
بانگ شکستِ رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہِ درازِ ملکِ عدم طے کرینگے ہم
مر کر بھی اتنی جان تنِ ناتوان میں ہے

سینے سے کیون نہ قافلہ لختِ دل چلے
اشکون کا کاروان بھی کسی کاروان میں ہے

نامستقل مزاج سے کامل نہ ہوگا تو
ناقص ہی نقشِ پا بھی جو ریگِ روان میں ہے

سوزِ الم سے کون گھلا ہے مری طرح
جان تار اشمع کی شکلِ استخوان میں ہے

سینے میں دل کے ساتھ ہیں داغِ الم مرے
یوسف کنوئیں میں ہے بھی تو اک کاروان میں ہے

جاتا ہی باغِ دہر سے کیا کاروانِ گل
آوازِ کوس نالۂ برگِ خزان میں ہے

سوزِ الم میں ثابت ہوا دل نہیں ہی شکر
زخمِ زبان ہے جو دہن بیان زبان میں ہے

با ساز و برگ کیون نہون قائم ہیں جہان — ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو نہ لب پہ ذکر مژگان یار — وہ عین راستی ہی کجی کمان مین ہے

اپنا ثبات جسم ہے مثل نیم جان تو — اُٹھتا ہے جلد نقش جو آب روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منہ سی نکلتی ہی اس سی بات — شکل عصا صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوز عشق جسم تپان سے مین زار ہون — انداز میل سرمہ ہر اک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار اوترنے کی کیا ہو فکر — تابوت مجکو صورت کشتی جہان مین ہے

معجز بیان ملیون مین تنگ یار ہو — اعجاز سی کلام کا دخل دہن زبان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغ جہان مین — بیگانہ مجھسے سبزہ ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ پھرا کی لباس پر — اشکون سی جسم جامۂ آب روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف — تب فرش دھوپ چھاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی نکین مین لفظ ہین جیسے ستون ہین رکن — انداز بیت شعر ہماری مکان مین ہے

وہ بے چمن مین لب بلبل عرش ہوا شد — اتنے جو صورت گل آشیان مین ہے

روزن کی روشنی کا گذر تک محال ہی — وہ تیرگی بھری ہوئی اپنے مکان مین ہے

آندھی کی طرح آتا ہے سینے سی تا دہن — شامل جو آہ درد دل ناتوان مین ہے

کیون لاغری سی ہو خلش جسم زار مین — کانٹون کا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون — وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے

کیا منہ کھلی مراتب غم مین پئے کلام — چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردی اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بہی اپنی زبان مین ہی

۹۳ شعر

حیرت مجھے روانی عمر بشر مین ہے — لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے

کیا محو طی ارض کوئی رہگذر مین ہے — پیچھے لگی غبار طریق سفر مین ہے

فصل بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے — کب برق ہے یہ خون گل ابر تر مین ہے

پیری مین بهی تپک کے مر داغ جگر مین هے
حیران هون دل کو شب کے لیے شمع و قمر مین هے

پرتو جو اوس کے رخ کا مری چشم تر مین هے
روشن ہے پر چراغ کو یہ تماشا نظر مین هے

نالی نه کر زبان دل پُر درد بر مین هے
اچها نهین یه [illegible] شور دل اگر مین هے

اوس کا عکس رخ جو مری چشم تر مین هے
[illegible] انگ [illegible] نظر مین هے

کیون سوز عشق [illegible] شعلہ بان عزیز
[illegible] آتش [illegible] بر مین هے

هے دل مین یاد قامت و زلف یار کی
[illegible] بیان ثمر [illegible] هے

لذت نمک سے زخم دلمین مرغ کی یاد هے
یہ یاد ذی هی مرهم کافور اثر مین هے

تصویر انقلاب زمانہ هون شیب مین
پاؤن مین بهی مثال حرکت تب سفر مین هے

هوتا نهین هے آتش غم سے جو کچهه ضرر
رخت حریر شعلہ مگر میرے بر مین هے

هر روز تیری نذر کو اے بادشاہ حسن
دینار آفتاب کا دست سحر مین هے

سوز دل و جگر کا هے رخ جانب دماغ
اس آگ کا گرہ هی کہ مغز اپنی سر مین هے

عالی ہے اونکی طبع بھی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی ہے مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوشِ فصلِ گُل کہی دیتا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہلِ فقر کی تیرہ خونِ دل
تعویذ ابرو ونکی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کی طرح سرِ رہگذر مین ہے

یارب موا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دھوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کہ بُنی نا بو میان بحر
اشکو بسی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلہ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کسی شئی
منھ دیکھنی کو آئینہ جیب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونی مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری بھی ہی سپر انداختہ یہان | کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے
نالان جو شام سے ہے سوز شب وصال | کیا چاندنی ہی رات لباس سحر مین ہے
محتاج دستگیر عصا ہی ہی راہ مین | سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے
کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا | کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے
ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین | مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے
اپنی جگہہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے | مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے
بھرتا ہے دفن ہوچکے سے زخم دل لحد | انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے
بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار | حدت اپنی آتش سوز جگر مین ہے
پیری مین بہی ہین داغ مری جسم زار پر | فصل خزانمین کثرت گل اس شجر مین ہے
جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون | اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تہی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر مین ہے

حسرت و اندوہ و غم کا گھر ہمارے دل مین ہے	دیکھیے جسکو وہ ضیا خانہ اس محفل مین ہے
ہاتھ پھیلانے سے اضغر ہی مضمون دل مین ہے	ہین لکیرین یا خط مطلب کف سائل مین ہے
کون ہے زیر زمین مضطر کشش کس دل مین ہے	نبض وہ چلتی ہوئی ہے بادہ جو منزل مین ہے
کب فقط اکراہ غربت ہے ہمارے دل مین ہے	گرد ہی خواستہ خاطر اسی منزل مین ہے
سوز غم سے سلک گوہر فرقت قاتل مین ہے	آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل مین ہے
راہی ملک عدم ہر ہر قدم ہر کا دل مین ہے	قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل مین ہے
کب میسر کا گذر اہل الم کے دل مین ہے	شمع اشک افشان شب شادی بھی ہر محفل مین ہے
ناز کیا کینہ اگر مجھ سے دل قاتل مین ہے	اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل مین ہے
ہاتھ مثل موج لرزان ہے نقاہت دل مین ہے	کس تلاطم مین ہی کشتی کف سائل مین ہے
کسقدر سختی طریق الفت قاتل مین ہے	سر و بال دوش ہر رہرو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اس منزل میں ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہے وہی
طوق گردن سبکا ہے حلقہ جو اوس محفل میں ہے

عشقِ گیسو میں کشودِ کار ہے امر محال
ہے گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل میں ہے

دل میں مجھ غمکش کے ہے دیدوں کوئی دلبر جو لے
داغ جسمیں لگ گیا پھر لطف کیا اوس دل میں ہے

باطن باطن سے کھلنا ہو نہیں عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ جو نہاں اپنے اونکے دل میں ہے

اب تو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کو میرے تھم گئے لیے ہاں تڑپ بسمل میں ہے

کر نہیں ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کس لیے پھر درد دل یارونکا میرے دل میں ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تا کہ ہو سب پر عیان
اس سبب سے دورِ خط کاسہ سائل میں ہے

ملکِ عدم کی راہ کرنی میں مسافر کیوں ہو شاد
ہے وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل میں ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہے صحنِ چمن
غنچے میں نکہت کہ لیلی گوشہ محمل میں ہے

دیکھکر شاید کسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب سے جو گلی کا نسخہ کفِ سائل میں ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسی سوی عدم
ہے غبار کاروان گرد غم کب دلمین ہے

کیا بہیون نے کہہ دلمین اوسکی خبر ٹہکر وزا
کوئی واماندہ ہی نالان جرس منزلمین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا ہے شمع محفل مین ہے

بحر عالم مین نہ پہونچی کیون ہر اک کی تلک
بادبان حرص ہوا کا کشتی ساحل مین ہے

خون کی دہارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اور بہی اک ہاتھ او قاتل کہ دم بسمل مین ہے

موت ہے انسان کی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق بہان ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تہا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دلمین ہے

ساکنان قبر سی اتنا تو کوئی پوچہدی
گہر بہی یاد آتا نہین کیا چین اس منزلمین ہے

حسن کی گرمی سی اونکی سب یہ بیتاب ہین
شعلہ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر سے بہی کہلگئی عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دلمین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
پنکہڑی غنچے کی ہی پردا اک اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بےمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بارش اشکونکی ہوئی خاطر مکدر ہو گئی
خاصۂ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک بزم مین بیٹھا ہون
فرش ہی صاحب فراش و سست تک محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہے
کب نہی آواز جو کاسۂ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین ہی پنکھے لگ گئے
کسقدر گرمی الہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنے کیلیے کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت رفتہ نگہہ ہر جادۂ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی نہ یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دکھلا کر اونہونے قتل کر ڈالا مجھی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کیسی اوسکو جو خط کاسۂ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوترا ملی | سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکے کو ہمی دست موج سی جام حباب | تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہا مین خوف غرق | کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا اس عہد مین | زخم سب ہنستی ہین اور اندازِ لب بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب | شمع کو دیکھا تو شب بھر کے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوٹ جیتے ہین پاک صاف | دیکھ لے مٹی کا دھبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے سے یہ صحبت منغص ہوگئی | لوگ کیسی فرش ہین جیسی چنین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہوجاؤن باغ دہر مین | تلتی ہین پھولونمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نہ کھینچینگے وطن والونکو پھر | صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول | آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کونسے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو | جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گریوہین کانٹے نگے رو رکے مسافر راہ کو	انجو جادہ وہ بچا ئیگا جو منزل مین ہے

غزل ۱۹

غیب دان باہر کہا انکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتی ہین منہ پر جو نہان دل مین ہے

شعر ۱۳

فلک سمجھا یہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی	اوداسی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی
دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی	بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی
تقابل وسسی کیا دیکھی جو ملین سیر عالم کی	مگر ہان کاسہ گرسی کم نہین تھی آبرو جم کی
بیان قدرت ہو گیا اوس نخل مینا باغ عالم کی	ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی
جنون مین داغ سے سر زیب ہے یون قد پر خم کی	نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی
تجھی ہی یاد لازم اس چمن مین شادی و غم کی	فراموشین ہر آتی ہین یہان اثمار توام کی
کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمۂ غم کی	تو دریا نے بھی دست موج سی کی مشق ماتم کی
اگر انقدری کمون کیا اوس سلیمان مکرم کی	کہ بار نام نے جبکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہووے گی آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ ہوتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سی گوش زد ہوتی ہے بے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیونکر ہو شبنم کی

دکھایا ساقی تجھے وسعت جام میں سیر عالم کی
کہ ٹپکی ال شیشہ کی طرح حسن جام پر جم کی

بہار آ باغبان جو بن پہ ہے یہ باغِ عالم کی
کہ گلشن پر رگ گل سی نظر پڑتی ہے شبنم کی

حباب آسا ہوں نازک میں بھی از فرط ضعف خلقت سے
بھروسا کیا ہے مٹ جاونگا تحریک سی دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن میں شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن میں اشک غم سی آنکھ نرگس نے جو پُرنم کی

میں ہی وہ آہوے رم کردہ ہوں صحرا ے وحشت سے
کہ جسکے سایہ کی تصویر میں طاقت نہیں رم کی

روا رو رہگذر دہر کی ہے رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو بھی اک دم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے سر سرکش
کہ ٹوٹیگی پشت اسکی تواضع میں اگر خم کی

الہی کس ہم خوبی کی فرقت میں یہ حالت ہے
لگی ہیں چھت پہ آنکھیں جوں حباب بحر عالم کی

نفس بے شغلی پیری میں دل بہلاتی ہیں میرا
ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش آتی ہے سحر دم کی

برنگ بوئے گل نازک مزاجی میں میں بیٹھا تھا
کہاں آکے صرصر نے طبیعت میری برہم کی

شریک حال اہل غم نہیں کیونکر ہوں اے گلشن
جب آنسو دیکھ نرگس میں نہ تیری چشم نم کی

نہ دیکھو گر تو ہوں کم ظرف مثل جام جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھ میں ایک عالم کی

بجز اعجاز حسن دوست اسکو اور کیا کہیے
تمنا میں زیادہ ہی جو کی تو بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو ہی افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنوں ہی میں تو لب جام کی جم کی

سیہ روزی سے اے گردوں سواد آخر شب ہوں
فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کی قطروں سے اوس گل کے ہے دعوی ہمچشمی
یہ پانی ڈھل گیا ہے لی ہی جن آنکھوں کا شبنم کی

یہ پیہم پھوٹکر روتے ہیں کسکی آشنائی میں
کہ سوج آئی ہیں آنکھیں ہر حباب بحر عالم کی

میں مُہر ہوں حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی میں
نہیں ہے تاب جسکو دید عین زمزم کی

بنا ہوں قدر سوز دل سے عکس برق اے گردوں
تڑپ جاؤنگا میں بجلی تسہی بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا حرج بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گھڑ نقش چشم پر نم کی

ندامت کچھ تو اسنے ساقیا اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشے نے خم کی

نہ کیونکر اے اجل پھر آنکھ میری بند ہو جاتی
دمِ پیری ملی آہن بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی حقیقت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکسِ رخ چاندی کتنے نکلی طرح دمکی

کسی شاکِ حمین کے انتظارِ آمد آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہائے آبِ شبنم کی

مین ہی تو موجبِ تپلیے سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھا دے تو اسکو اے ہم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھون مین آئی ہی حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یار ہر وقت ٹھو کر وقت جب تو ٹوٹا تہا
یہ نوبت ہو گئی مری یہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی بسر مین یہ جان اپنی وہ ہجر ہے
مثالِ تارِ گو ہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھا ئیگا مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک پھڑک کر رہی ہین مشقِ ماتم کی

کیئی سجدے یہ طماعون نے زر کو دار دنیا مین
کہ آخر آگئی داغ جبین مین شکل درہم کی

غزل ۹۲

بنی ہین دیدہ ہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کے مقدم کی

شعر ۱۰۱

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان سے چلے
سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان چلے

گھسٹ پڑہکی یون زمین پہ تر خستہ جان سے چلے
سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے

یون مجھ بلانصیب کے اشک روان سے چلے
جسطرح خوف کی جا کاروان سے چلے

گر کچھ چلی بھی چال تو یون ناتوان سے چلے
اپنی جگہ پہ صورت نبض روان سے چلے

رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے
ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان سے چلے

مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بقدم تا جہان سے چلے

سنکے غول آئین تو چلے ملال زر
ساغر چلین تو پیر مغانکی دوکان سے چلے

ہاتھ اُدس سے پہر جدا ہوا شام کی طرح
الکدن عصا جو لیکے ترمی ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات بائین کاٹو ہر ایک بات ——— قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون گردِ غم مین بھر گیا ہی ہمارا دل ——— ریتی مین جیسی ہاہی ریگِ روان چلے

دو مست ہون جو ٹھیس شیشی مین لگ گئی ——— فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ ——— کسطرح سی کئی اثر در آتش فشان چلے

آئینہ سان سفر مین بھی نکلین نہ گھر سی ہم ——— گر ہم چلین تو ساتھ ہمارا مکان چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دیکھا دون جو زورِ عشق ——— اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان چلے

دامن سی خار اولجھہ گئے گل پاؤن پر گرے ——— صیاد او جانے جو مرا آشیان چلے

بھولا ہون گر ستارون بھری مانگ کو تری ——— آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان چلے

اندھیرا اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا ——— محفل سے میری آپ اگر شمع سان چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین ——— جادہ ہر ایک صورت نبض روان چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو ——— سچ ہے کسیکا ہاتھہ کسیکی زبان چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ کی
مثلِ طیور اوڑتے ہوئے آشیان پے چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سی
بن آئی راہزن کی جہان کاروان پے چلے

ای داغ دل جنون مین تبہ ہی یہ لکی دہن
اوس ملک مین چلو نہین تیغ سکہ جہان پے چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون
گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان سے چلے

ہم وہ حزین ہین یو تو نجانا ہوا کبھی
پھولون مین بلبلون کے جو بوستان پے چلے

دانہ جو تیرے خال کا بھولا ہون مین کبھی
چکّی کی طرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آہ و شد عندلیب کی
پھر کر جو آشیانکو پر آشیان سے چلے

مثلِ نسیم صبح مگر آپکی ہی چال
غنچون تلک پاشش دل جہان سے چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے
طایر سمت کے سب طرفِ بوستان سے چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا اوتار کے
جھک کر جبا تمین پیر کہیو جوان پے چلے

کی بعدِ مرگ ساجو تنش وحشت سے حسب کشش
صحرا کو ٹھوکرون سے مری استخوان پے چلے

بلبل وہ ہون کہ پھر رہو جو قفس مین گلونکا دم
اوڑ کر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتین کرتے ہین دیوانے ہجر مین
جسطرح سے کہ گونگے کے منہ مین زبان چلے

جیسی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح
تن ہی نہ جو میرے ساتھ دم امتحان چلے

اثیر ضعف عالم پیری کو دیکھیو
سایہ بھی لی عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کمان جو رہگئی قاتل کے ہاتھ مین
تن سی نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا
باہر چمن کے روتے ہوے باغبان سے چلے

پچھلے سی سست بیٹھے ہین انتظار مین
بھگولے شفق تو جام ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے غم مرے دل کی طرف روان
جسطرح سے کہ طیر سو آشیان سے چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے
تنکے چٹے جو پیر تو جھک کے جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا
کھڑکی کھلے قفس کی تو کہہ ہان سے چلے

ماہر کہ قہر بیتی ہی یا ابو تراب

شعر ۳۴	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	غزل ۹۳۰

بہر طور اچھی بسر ہو گئی
گھٹی آبرو تو گہر ہو گئی

خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی
ہوا نشو دپ سینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے قسمت کے کام
کھلا رنگ تب جب سحر ہو گئی

یاد اونکی پھری دل مین سب مجھسے آنکھ
کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی
بری تھی تو اچھی بسر ہو گئی

بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا
مری ٹیک کے سیدھی کمر ہو گئی

مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے
کہو تھی ادھر کی اودھر ہو گئی

قدم رک گئے جب سے خوش ہوئے پیر
مہم تھی جو یادونکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر
گدائی فقط در بدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا
شب وصل گھٹ کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی | شب ہجر جس مین سحر ہو گئی
مرے خشک تن سی ہوئی یہ خجل | یبوست پسینے مین تر ہو گئی
نہ ٹھہریگی بو غنچۂ گل مین پھر | خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی
وہی میری پیری ہی ای آسمان | سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی
یہ دیوانے ہی کیا تجھے غنچہ کی بو | چلے جب تو دیوار در ہو گئی
مجھے خوف تیغ ہوس پھر نہین | یہی نان جو کر سپر ہو گئی
بلا گرد سر میرے ہیاتنک پھری | کہ آخر کو دستار سر ہو گئی
تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس | وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی
یہ سمجھی دم ضبط سوز درون | گھٹا دود دل کی جگر ہو گئی
جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ | جو کافور زخم جگر ہو گئی
مجھین بھی رہا تیغ ابرو کا ڈر | جبھی مردمک بھی سپر ہو گئی

سوکھایا کسی گُل کی فرقت نے یہ ۔ کہ کانٹا ہر اک شاخ تر ہوگئی
بتون نے کرم کی جو پھیری نظر ۔ خدائی ادھر کی ادھر ہوگئی
اوڑا شب ہجر کافور زخم جگر ۔ کہ بیدرد سمجھے سحر ہوگئی
نہ کہنا مجھے صاحبِ راز عشق ۔ جگر کو جو دل کی خبر ہوگئی
پڑی بحث جب کفر و اسلام مین ۔ اِدھر بُت خدائی ادھر ہوگئی
مجسم گنہ نے یہ آخر کیا ۔ کہ دل کی سیاہی جگر ہوگئی
بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان ۔ شبِ وصل دہر کی ادہر ہوگئی
دیا ساتھ مشکل مین فوراً مرا ۔ اگر بیکسی کو خبر ہوگئی
مجھے خوفِ طولِ شبِ ہجر کیا ۔ اوڑا رنگ رُخ جب سحر ہوگئی
نہ اد تری فقیری کے اعجاز سے ۔ کلاہ گدا تن پہ سر ہوگئی
مقدر کی گردش سے آخر بلا ۔ یہ لپٹی کہ شالِ کمر ہوگئی

سخن سے نکیون ہو نہین راس الرئیس | زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ما آ ہر نہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سے مروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینے کا جو تھا کام قضا بھی آئی
جی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی
در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوے رسا بھی آئی
مرض عشق بڑھا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پر ہول مین لاے ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے
بگڑی زلفونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر رد کرکے مرا غیروں میں وہ لیتے ہیں
تجھکو بگڑی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجھکو تھی بوالہوسی سے یہ جہانتک نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سے وہم میں کھلا اسکی محبت کا مجھی
رنگئے دست صبا پھول اٹھا بھی آئی

پیچدار ایسے ہیں کوچے ترے گھر کے آیدو
ٹھوکریں کھائیں جو فکر شعرا بھی آئی

خلوت یار میں بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نے گر پاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد میں کس منہ سے دکھاؤں انکو
زعفرانکو جو ہنساتا تھا ہنسا بھی آئی

یاں نسیم سحری ٹھوکریں کھاتی ہی رہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سے مضطر یہ دم نزع تھا میں
تھم گیا دل مرا جس وقت قضا بھی آئی

میں نہیں اک ترے گرد ور کے سب آتے ہیں
سانس پھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑیں یہ سمجھکر اصنام
تجھکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجھکو تعجیل اوسی جان کے لینے میں ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا میں زردی تن اپنی | عشق میں کوشش کاہ ربا بھی آئی

قتل ستمنے جو کیا قتل کے مشتاقوں کو | اے جفا سے ہمیں تجہہ سے وفا بھی آئی

مجھکو بیخود یہ خط شوق کے آنے نے کیا | نامہ بر کا ہوا وہ ہوکا جو بھا بھی آئی

ناز و غمزہ رہی کو دنیا میں غنیمت ہیں | سامنا تجھسے قضا کا جو ہوا بھی آئی

مرسلوں کو ہو نکیوں خوف دعا ورنہ | سب تو تجھ سے محبوب خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی یہ شئی نے رکھ لی | پاؤں پھیلانے جو تو تو حنا بھی آئی

مثل شبنم چمن دہر میں رو لی ہر شے | ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگ حاجت چمن دہر میں پھیلاتا یوں ہیں | سب تو سب دیکھنے کو تہ خیا بھی آئی

جا کے اب دیکھ لے نی پردہ اوٹھیں جو جا کے | آہ آنکھوں کا حجاب اونکی ادا بھی آئی

اب مری لغزش پا کا بھی مزا ہے ساقی | دیکھ لے جھومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر سی کھوں صنعتیں سب ہیں بیکار | میری حیرت اونھیں آئینہ دکھا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی وہ ہاتھ اور حنا گل پھولا | شاخ مین شاخ لگانیکو حنا بھی آئی
تھا یوہین رنگ اسیری کا ہمیانمین کیا کم | ہاتھ بندھوانیکو دنیا ہین حنا بھی آئی
تیز دستی یہ ہی تیکی تھی نہ وہان آنکھ ابھی | آہ پر دود مری سرمہ لگا بھی آئی
غبت دل سی مری نزع مین آیا نکوئی | فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی
باغ عالم یوہین جلتا تھا تو نکے ہاتھون | آگ مین آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵

اسقدر ہی کوئی تربت پہ ٹھہرا ماہر
کچھ اگر ہی سے ہمین توے وفا بھی آئی

شعر ۲۱

عبث جہانمین کب زلزلے ہین آئے ہوے | تڑپ رہے ہین لحد مین ترستا ہوئے
نہ پوچھیو کچھ کہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے | یہی ہین جنکی ہین ہم خاک مین ملائے ہوے
عوض مین آہ کے ہنستے ہین منہ بھرائے ہوئے | نئی ہین لوگ جنازے پہ پھیر آئے ہوے
تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ | فقیر بیٹھے ہین سب آسرا لگا ہوئے

طریق عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو / خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹہائے ہوئے

عصا کے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا / سنبھل گئی ہین شرابی بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب ستم دوستان ہو گر تو کیا ہوگا / تری پھبتیون کے ہم ہین یار کھائے ہوئے

خدا ہی حشر مین دستار قاضیون کی بچائے / مغان کے ساتھ ہین مستون کے غول آئے ہوئے

نہ او گلی بیان ہے کسطرح تیغ او قاتل / ہماری قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے

یہ کون لیگیا سیلوسی کیا ہوا یارب / ابھی تو دیر ہوئی تہی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تمہی شمع رخ کا پروانہ / چراغ شام ہی ہے تجہسے لو لگائے ہوئے

ہے مشکل اونکی دم صبح شام صلوت سے / نگاہ نیچی ہی نیچی ہین سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکے مر گئے عاشق / جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا / وہ داغ ہے جسے چہاتی سی ہون لگائے ہوئے

بہے وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر / جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

اونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین
کہین ٹپے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوے

ادھر ہی ہے گلی مین مثال آب جہری
کچھ اس ادا سے وہ سینہ کو ہین دبائے ہوے

نشان وحشیو منزل کا مل ہی جائیگا
سے چلے چلو کسی جانب کو منہ اوٹھائے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذری ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہائے ہوے

ادھین کا بوجھ نہ ادھیر ترچھے دیتا ہون
وہ لاش اوٹھا ہین و لاش ناز اوٹھائے ہوے

غزل ۹۶

مثال دن رخ روشن ہی کسکو ای ماہ
چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملائے ہوے

شعر ۲۵

طپان ہون یون تری مژگان سے دل لگائے ہوے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھائے ہوے

وہی ہین پھر جنازی پہ آج آئے ہوے
ادھر جو دیکھتی ہین منھ ادھر پھرائے ہوے

ادھر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پرا اوس طرف جمائے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گرائے ہوے

گھبرا کے وہ بولے کہ سنا ہے یہ دشمن تھا بٹھا کر
سر اٹھی کیا جو چلی آئی منہ اوٹھائے ہوئے

عقب مین انکو گئے ہین دل اسکے در آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آگے کوئی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچۂ دلدار کا ہے سالے قاصد
ہزارون بیٹھے ہین وہان دھونیان رمائے ہوئے

عبث گمان بد او نہ نہین یہی ہی قدرت
کہین وہ یا نہ کہین بال مین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بھی روز حشر ہے آنا
ادھر ہین آپ کے سب خاک مین ملائے ہوئے

نصیب انکو یہین کہاتی ہین دیکھین کبکے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑھائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین او نہین بیدرد
کبھی جو سوئین تر آہ بھر کے جگائے ہوئے

گناہگارونکو دیتی ہین غسل کیون پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گھر بسے بسائے ہوئے

ادب او بل کے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو چھکائے ہوئے

دم وصال کچھ آیا جو ہے خیال انکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بھی ہنگیون کی سوزش
چراغ شعلۂ خونکی ہین یہ بجہائے ہوئے

نہ دل مین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
جو انکی راہ مین بیٹھے ہین گہر لٹائے ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون مین
شراب خانہ مین شیشے ہین جوش کہائے ہوئے

ادہر نہین ہے کوئی ہمارے فنا کا پوچہے حال
جو ذبح کرتے ہین آستین چڑہائے ہوئے

تقاضہ سن کا ہے الٹے سیدہے سی راہ چلو
ادا یہ تہی ہی چال اور بہی بتائے ہوئے

علاقہ قطع نہین گو لیے وہ جاتے ہین
چلا ہے دل ہی تو پہلو مرا دبائے ہوئے

دلونکو دیکہ کے ناوک فگن یہ کہتے ہین
ادہر ہٹالو انکو نشانے یہ ہین اوڑائے ہوئے

شب وصال وہ سر رکہ کے جب یہ سوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائے ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کیا قاتل
گلے پہ تیغ بہی رکہی تو منہ پہرائے ہوئے

غزل ۹۷	خفا وہ کنون سے ملی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید وہ نہین خود ہی لہو لگائے ہوئے	شعر ۲۲

وحشی تجمل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین دلکو کھینچکے مشتاق نال کے
گھر سی قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذوالجلال کے
سوچا کمان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا ہین چال چلی دیکھ بھال کے
پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر تار مین ترے وحشی چشم ہین
جسپر چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے

وقت جنون ہی ترے تخت کا یہ جلوس
شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو دردِ سر اوٹھین ہو جو بوسہ کلی ایک
پیچ ہی بلا مین پڑتی ہین حیلے قبر کوٹال کے

مجرم وہ تہا کہ خوف سے تاثیر جرم کے
بھاگے ملائکہ بھی دوزخ مین ڈال کے

اون مفتونین ہین تری وحشی لبس قبا
گنبد بنی ہین جن پہ غند غزال کے

تیرترع جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مرمر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزا اخیر دے مردان عشق کو
ویدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیوں دامِ آسماں میں نہ عالم اسیر ہو
جنکو نجوم کہتے ہیں حلقے ہیں جال کے

جادے نہیں ہیں وادیٔ پُر آب میں مرے
دکھلاتے ہیں کوہ زبانیں نکال کے

وحشت میں تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگاں بنائے پاؤں کے کانٹے نکال کے

انجم ہیں کب عیاں شبِ فرقت میں افلاک
ذرے بلند ہیں مری گردِ ملال کے

وصلت تو درکنار رہی حج جا قلیس ابھی
محمل سے کوئی منھ جو دکھا دے نکال کے

نافے نہیں ہیں جانکی وحشی چشمِ یار
دل رکھ گئے ہیں قبر پہ آہو نکال کے

بی چشمیونکا جب سے ہی آیا مجھی خیال
بن ٹھن کے سب بگڑ گئی نقشے خیال کے

احباب بھی گئے ہیں لحد بھی ہوئی ہے بند
اے دستِ دعا اب مرے ہیں جواب سوال کے

انجام کیوں نہ وحشیوں کی غم کا ہو خوشی
بنتی ہیں خونِ خشک سے نافے غزال کے

کھائی ہیں میں نے دشتِ جنوں میں جو ٹھوکریں
دو ہو گئی ہیں پیچ سے سم ہر غزال کے

اشکوں سے دل جو سبز ہو ماہر سمجھ یہ تو

غزل	دی ہی صراحی چمن نے شوری مین جھالکی	شعر

یوسف کے گھر چھوڑاتی ہین شعر جمال کے
بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کے دیدۂ غزال کے

کیونکہ نہ زلزلے مین ہلین دل جہان کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدردان ہی ہر اک بکمال کے
خود اونگلیان اوٹھاتی ہین شاید ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو سی پھینک دی ہی جگر یاد دل نکال کے

بیکش شہیدی ہی گل ہین یہ ساقیا
انگور شیشہ مین ہین عرق انفعال کے

کم تجھ سے نہ وحشیون سے تری چشم مین یہ
کیون گرد باد رنگ پھینکے نکال کے

گذری ہی آج دل پہ کچھ اے تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اوچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین اے بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازی ہے دست سی — کوتہ آستین کے بنگئے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورت سیل تر ہوگئی — کچھہ یون نہ مجھہ سے پہاڑ کٹے دور تھل جال کے

کیون ضبط سوز دل نکرون صورت سپند — معدوم ہونگا منہہ سے مین نالہ نکال کے

ذکر غزال کیا تری وحشی کے دشت مین — جادے بھی رکھگئے ہین زبانین نکال کے

مجنون دیکھے کے دفن مین اتنا ہولے اوٹھے — کوئی اسی لحد مین آ دیتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ — خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سے نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین — ہین قفل سب کھلے ہوئے سم غزال کے

مشہور ہین وہ جادۂ صحرا کے نام سی — پھاڑا ہے وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظور چشم یار — رکھدین غزال منہہ سی زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادی وحشت مین جب خیال — تلوؤن مین چبھہ لیے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال — پاؤن سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب بہ رن
رہنے کو غول ابین کو دیے غزال کے

غالب ہے یہین سحر شوق ہین آیا ہی تا بہ عرش
پردے سے منھ کوئی تو دکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجھ سی قیس نی سختی راہِ عشق
پاؤنکے خار رکھدیے سر سے نکال کے

چھوڑا ہے دلکو لیکے مین آیا ہون قبر مین
او جانیوالے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقونکی بات تھی اوسکو بھی کھو دیا
موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ٩٩

ماہر اونمین بھی آ گئی کچھ تب ضعیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ٣٠

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپا دو کہ ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مرکے لکھو لونگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھ نہ کچھ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہیں کوئی عزادار مرا
قبر پر جا کے ہوا خاک اڑا آتی ہے

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہت گل
جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہے

انکو جب ہوتی ہے منظور نظر خود دیکھی
میری حیرت انہیں آئینہ دکھا آتی ہے

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھیں قاتل
برچھیان یہ نگہ شوخ لگا آتی ہے

دیکھکر تجکو گنہہ مینے کئی ستی یارب
بند کر دی کوئی آنکھیں حیا آتی ہے

جنبشیں ابرونکی کہتی ہین گو تم نہ کہو
تمکو تلوار کی عاشق پہ لگا آتی ہے

ای جوانو کبھی پیرون سی نہو گستاخ
انہیں بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہے

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک
میری یہ دکھ مین جیسکی جو صدا آتی ہے

غول بھاگے ہین گریزان ہین بیابان کے غزال
آبلونکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہے

دل دکھونکو نہ ستا اے حسین ہی کہ او ظالم
انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہے

مجھپہ کہلتا نہین ای قافلۂ اشک روان
دل دھڑکتا ہی کہ آواز درا آتی ہے

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانونمین صدا آتی ہی

مرسلونمین بھی وہم حشر پہ غل ہی تہہ عرش
سب ہہین امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوی وفا آتی ہی

کہدو اوسنی کہ خبر لین ہے مرد لکی جلدی
آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالۂ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک
سائین سائین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیلی کی کچھی جب آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے ہم سے ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح سے مر آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین سے کر ضد نکری کیون قاتل
پانون پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ
سچ بتادی کبھی تجکو بہی حیا آتی ہی

قتل مین میرے جو ضد ہی تو کہہ دو اوسسے — خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھے نقاش ازل سی اتنا — دوسری شکل ہی تیری سی بنا آتی ہے

وا ای و نیر کہ جو محرم دم ہی ارنی سی ہی — لن ترانی کی تو وسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱

مو شگافی سی کہنا ہے یہ عقدہ ماہر

عاشقون پر او نہین زلفونکی بلا آتی ہے

شعر ۲۳

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے — صاف خلخال کی جھنکار وسی صدا آتی ہے

مردے جی اوٹھتی ہین تیرے و نکی قضا آتی ہے — کس ستم کی تجھے اے ترک ادا آتی ہے

توڑ کر جب دل بلبل کو صبا آتی ہی — صاف غنچے کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم — کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہد و دل مین جگہ دو نہ بتونکو کیونکر — دیکھتا ہون جنہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھا تو اٹھا کیا اسکی — آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

لوٹی اونسے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر ہمین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجسکو
دیر مین بہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جا مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تیرے یون جیسے ہوا آتی ہی

نالہ مین یہ تو خوشی ہی غربائی عالم
دل دہڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین کیئی تھی یا رب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین اداسی لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن ای دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل سے صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پہیلا ہے لڑائی کا جو رنگ
خون پسینے پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون نہ اٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردہ دید مین کیا کام نکالا موسی | اتبو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی
مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون منہہ ڈہانپین | مجکو روتے ہوے لوگونکو حیا آتی ہی
آنکھین محرم ہو دیدار سے تو ہون موسی | لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی
کان آوازہ وحدت سے بھری ہین جو مرے | کوئی بولی مجھے تیری ہی صدا آتی ہی
لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے | یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲

اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر
مین نہ یہ منہہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے

شعر ۲۱

آئینہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری | میری صورتمین نظر آتی ہی صورت تیری
آئینہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری | دیکھ تو دیکھ رہی ہی تجھی صورت تیری
چھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری | نکلی جاتی ہی مری دل ہی محبت تیری
میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری | ۲ | حشر میرا ہو یہان وہان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھی کسطرح نہ الفت تیری
دل جو کل تھی تو لیلی ہی محبت تیری

لپکی ہی سوی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگاروں سی رحمت تیری

ہاتھ تکیے میں مجکو نہ اٹھائے کوی
ہوں تہہ خاک میں اید دست امانت تیری

دور کسطرح گناہوں سی میں ہوتا یا رب
سر کی جاتی ہی مری پاس سی رحمت تیری

جوش خون ہی جو چمن کو بھی ترے سوتی میں
پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتیں کہنی کی ہیں تلتیں کہاں کی ای دوست
مرکی بھی پھری زبان پہ ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر میں ڈھونڈہ رہی ہی انہیں رحمت تیری

اب بھی آ ہوش میں برباد نکر دلکو مری
دیکہنی کی گھر ہوی جاتی ہی محبت تیری

کونسی جرم کی یہ ربط بڑہایا یا رب
تب تڑپتا ہوں تڑپ جاتی ہی رحمت تیری

وای ناقدری مردم کہ ادہر سکو کہیں
کھپ گئی ہو مری آنکھوں میں جو رنگت تیری

حشر میں آکی سوا اور کہیں کیا مجرم
ہمسے وہ کہ جو کی تجہسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنی لگی | ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری
آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل | رنگ اوسدن تو نہ لائی یہ نزاکت تیری
حفظ جان عشق مین اشتاق ہے بہت ایدو | جسکو کہدی ہی اوسے دیدون مین امانت تیری
خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر | ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین رحمت تیری
کس کے دیدار کی خواہش ہی خبر لی مجھے | باتون باتون مین بڑہی جاتی ہی لکنت تیری
دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت | غیر کے ہاتھ مین دیدون مین امانت تیری
تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجھپر | جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری
جلوہ گر ہوکے نگاہون سے نہ کیون چھپ جاے | کچھ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری
حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم | قہر آگے ہے پس پشت ہے رحمت تیری
یہ سبب ہے جو تری غم کو بھی رکھتا ہون عزیز | دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری
گاہ خلین مین گہ آنکھو نمین ہی گہے دامن مین | میری اشکو نسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھے ہی ہی تو یون حسرت ہے
تو ہوا اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون مرے دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ او ٹھجائینگے انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سماتی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین
خوش نہو مر کے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دھڑکا ہے
جان دونگا نہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جا کے باہر جو نکہت تیری

لن ترانی پہ بھی تکرار کی گر ای موسی
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یا رب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی
بھولی بھولی تری باتین ہوین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسی طرح نہ آنکھیں ہین بند
رہ گئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری گر کسی آتی ہی صدا
دیکھ چھینی لیی جاتی ہین امانت تیری

غزل

نظم مین جو ہیان تھا کیا اور یہ ہوا کیا ماہر
اور کچھ پڑ گئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر

مانتی موسی کیونکر لن ترانی آپکی
کچھ سمجھتی تھی زبان بے زبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کیجیی قدر تو ناقدردانی آپکی
ہر ادا ہی نازپرورد جوانی آپکی

حشر کے دن بھی ہی محروم ہم دیداری
سنتی تھی آنکھوں سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پھیری مین جلوہ لو ہین رنگ شباب
آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹ کر آگیا چھالی کی جا
داغ چھالی کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پہنچے ہین گرد ونکی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چھپ جاتی رہائی آسمانی آپکی

دوہی چیزین ہین نہین جنکا زمانے مین نظیر
موسم گل باغ کا فضل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اس طول پر اک آن مین
دل نے کچھ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکے ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی آنکی عالم لگاتا ہی اوسے
مین نے قرآن مین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیگی دونگی نسبت اپنے ہی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

داد نا قدری عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن چمک کر مجکو دیتا ہے صدا
رو دیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب نہین پر پاؤن چلنی مین ہین کھچ جاتی کسطرح
شب جنکو منھ پر بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین بیلی منھ کو موڑتا
مین یہ سمجھا کوئی آسان کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملائین ہان مین ہان ہر بات مین
دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی

کان مین مُردونکی بھی جائیگی آوازِ پا
رو کیے حسرت گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴

لہر پہ سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر
کیون چُھپی جاتی ہے اب پوشاک دھانی آپکی

شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے
خدا کی شان ہے شیشہ شراب ہو جائے

جو سوزِ دل سے مرا انقلاب ہو جائے
اولٹ پلٹ کے کلیجہ کباب ہو جائے

ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے
مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے

جو رُو نما اثر انقلاب ہو جائے
ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے

خدا کی شان ہے انگور آب ہو جائے
ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے

بُرا ہا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ
رنگے جو ریش کوئی بیان خضاب ہو جائے

کہے تو کوی وہ توڑین دل پر ارمان جب
حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو | عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے
کوئی تو دیکھ کے مجھکو گلی مین اونسے کہے | جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے
سہارا پائی احبا کا قبر مین بولا | ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے
منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر | جو رہگیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے
مجھے ہو طالعِ بیدار بختِ خفتہ ہی | کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے
جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین | وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے
ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین | کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے
پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون | خموشی تمکا کبھی کے جواب ہو جائے
اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن | مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے
نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال | بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے
لحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے احباب | کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھین دیکھنے والے بھی ابھی رہی جلوہ — لگے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے
کریم مجمع محشر مین شرم مانع ہے — علیحدہ کہین میرا حساب ہو جائے

غزل

جو تیری لاش گھر پٹ کے گتکے وہین وہ ماہر
اخیر ہچکیون کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۱۶

وحشیون کا نہ ٹھہرنا کہ اگر دل ٹھہرے — جادہ ایک ایک نفس سینہ بسمل ٹھہرے
جو ہوا ان کا شکار وہ نہین کیا راہ کی مشکل ٹھہرے — جب چلے چشم زدن مین سر منزل ٹھہرے
مرتبہ عشق مین کیون دل کو نہ حاصل ٹھہرے — جن جو شیشی مین اتاری وہی عامل ٹھہرے
ناتوانی سے نکیون راہ مین مشکل ٹھہرے — گرد پاؤن سے جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے
واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے — جان نکلی جو بدن سے تو مراد دل ٹھہرے
طائر قبلہ نما جب ہوئے تو کیا دل ٹھہرے — جو سنان پر ہو علم خاک وہ بسمل ٹھہرے
دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے — اڑ گئی شمع تو پروانون کے کچھ دل ٹھہرے

بگولہ کیا طول مسافت سی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سر منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھون کی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

تیری صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ ویرانہ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ ویرانہ منزل ٹھہرے
گھر گھڑا دون کسی پٹریکو تو مشکل ٹھہرے

اوسی اور آئینہ سی رنجش [illegible] ل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑکر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو ہلی بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو کیون چین مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاون تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دل مین تو یون غیر سب اپنے ہو جائین
جلسہ محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی ار ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھ کر لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نورد دیکھو جو نکلی وحشی
لکھو لگکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مگر ہی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست دہ کیا جو ہون کم دانہ بازوں کی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما ہم نہین پھر سر میرا
تیری ہی سمت نہ یہ پھیر کے گر دل ٹھہرے

طبع روشن سے کیوں رونق صحبت ہوئے ہمین
شمع بجھ جائی تو برہم کن محفل ٹھہرے

اڑ گیا ہو کے جب آپکے جانبازون سے
یون اور کے دل کہ نہ پروانہ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لیے نہ بگولون ہی کے کیون قیس عرب
تابکی منتظر ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
تاک مین ملگئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طائر قبلہ نمائی سر سوزان ہو نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزہ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھجائی تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے دل ٹھہرے

نقش پا صورت ہون کہان مرا کوچ و مقام
تھک کے رہجاؤن جہان پہونچے وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچیے دار پہ جس دن تو وہ کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جاے مین پروانونکی رُوحِ مجنون
شمعِ فانوس مین کیون صفتِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آے تو کیا
عضو بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تپِ ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہے ہم سوزنِ ساعت مین ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرادِ دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل مین دیا راہِ عشق
جب ہوا آئی نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جانِ شمع لی ہے جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سببِ بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسوونکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجے مین تو کچھ دل ٹھہرے

جب جنون مثلِ کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین ہے اک سرِ منزل ٹھہرے

ناتوان ہم ہین کسی چیز کوئی ہین شاید | پھر پڑی قافلی جب ہم پس منزل ٹھہرے

جنبشین ابرو نکی غیرون نے دیکھین اونکی | ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل ہین یہ آخر کو روا رو دیکھی | پاؤن راہی مین ہے سر سر منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو برباد ہوئی | قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشم عشاق کو تسکین نہو کیونکر اوبت | عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر | جب چلی اپنی جگہہ سی سر منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نے دل زار کی لی جان آخر | روئین جب سر تیہ بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پروانی کی فانوس مین لون آئی ہی | جب نہ تابوت کسیکا سر محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر | نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ بیدل ٹھہرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش | جو آئینہ پروانہ محفل ٹھہرے

حسن سے یاد مین چال سفر ہے اپنا | اوڑ کے پر دور گئی جب بلبل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو نیست ہی ہستی تجکو
ایک آئینہ مین سو مردم محفل ٹھہرے

مجھ سی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندہا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اودن کی محبت کا طریقہ بھایا
آب شبنم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانہ مین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آوے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانۂ تسبیح ہون کیونکر ساکن
چین اوس ہاتھ سی پاون تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاون منزل پہ جو رکھدن تو نہ منزل ٹھہرے

جس آخر یہ ہوا اب سے دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لئے سو راہین
جس طرف جاون وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک
شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتون کا مزا مل جائے
منھ مین دم پھر کبھی زبان ہلی اگر دل ٹھہرے

دہر میں مانند ہوا ہوں پہونچوں کیونکر | جب ہیولوں پہ جگہ چھوڑ سکے منزل تک
عنکبوت اک ہوں مسافر مری ایہ نگہ پہونچے | [illegible]
جذب باطن ہی کہاں تک تا اثر سے آئے گا | [illegible]
واہ کیا خوب ہوا ختم سفر شکل گرا | ہمیں [illegible] جب [illegible] منزل [illegible]

غزل ۱۰۶ — شعر ۳

دیکھتے جائیں وہ چال اپنی نگونکر ماہر
پاؤں پڑ جاتی مری دلبہ تو مشکل ٹھہرے

داغوں سے دل کی عیش جوانی بدلگئی | گھر میں چراغ شام کے ہوتی ہی جلگئی
آنکھوں سے اشک جوش غم میں نکلگئے | دریا پہ [illegible] دل سے

غزل ۱۰۷ — شعر ۱۳

جب آپ داغ دل کا تصور ہوا ہمیں
گھر سے چراغ لیکے ہوا میں نکلگئے

جب آئی نزع میں تیکی سو مزار چلے | اخیر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھ کچھ کہ کدھر راہیٔ مزار چلے
ادھر ہی عمر کو چلے یہ سب ہر کو چار سے چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بہ پکار سے چلے

گنہ کے بوجھ سے کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو چار سے کاندہے پہ چار سے چلے

فنا ہوا مرے آہوں سے یان تن خاکی
ہوا کے زور مین جیسے کبھی غبار سے چلے

نہ تھم دیکھنے کے قابل رہی جو عصیان سے
کفن سے منھ کو چھپا کر گناہگار سے چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوی طفل نی سوار سے چلے

نہ پوچھ ڈالتی مر کر بھی دوستون تم پہ
تھکے یہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہِ فنا مین کئی تھی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کی طرح جہان سے سیاہ کار سے چلے

اسی حجاب و ندامت سی گڑ گئے مر کے
ہمارے پاؤن نہ تھے کیا جو لیکے یار سے چلے

جنہون نے سر پہ چڑھایا تھا راہِ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین اُتار سے چلے

پیی غدیر مین جب ساغرِ شرابِ ولا
مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار سے چلے

غزل ۱۰۸ | مثال دانۂ پسا کشت دہر مین ماہر
جب آئے سیا کیطرح چرخ کجمدار سے چلے | شعر ۱۵

فلک نہ عیش رہا نہ شباب باقی ہی — اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی
جگر مین داغ ہین وقت شباب باقی ہی — ظہور شام ہی اور آفتاب باقی ہی
رہین امید ہون عہد شباب باقی ہی — نہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی
کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی — سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی
فنا ہین اشک یہ چشم پر آب باقی ہی — غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی
وجود بحر جہان ہی بقدر تاب و توان — بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی
کھلے بندھے فلک کیون سدا خضاب مرا — بشر کے دلمین خیال شباب باقی ہی
ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل — بقائی بو ہے تو قدر گلاب باقی ہی
کسو یہ چرخ سی کچھ چھولدی خضاب مرا — یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدان سے غافل
سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بندھیگا رنگ نشہ اچھی طرح سے پیری کا
کھلا ہوا ہے جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کے دیکھ ہر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب ہے جب تک شباب باقی ہے

فلک کی دور میں طفلی تو کٹ گئی رو کر
ایاب شیب و ہاب شباب باقی ہے

شکستہ دل ہوں محیط جہاں میں مت سے
خدا کی شان ہے ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

میں لے کے نسخہ اکسیر کیا کروں ماہر
جہاں میں خاک در بوتراب باقی ہے

شعر ۱۴

کس طرح جان آئے بدن میں نظر کبھی
لیلی نکالتی نہیں محمل سے سر کبھی

حسرت ہے دو دل بھی ہو داغ جگر کبھی
کھٹکے نہ تیرے تاک سے گل تا بہ پر کبھی

ہوتا ہے سنگ میں بھی مرے ضرب کا اثر کبھی
جیتی ہے آکے صبا پھرا ہے جو مر کبھی

ٹکڑے جگر کے گھٹیں نبرد میں کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہیں ہے جنگ میں پیچھے سپہ کبھی

کیونکر تھمے مژہ نہ تھمین لختِ دل مرے
دم راہرو بھی لیتے ہین زیرِ شجر کبھی

ناصح خراشِ غم سی نگاہین کہ ظلم سے ہو گئین
ناکام ہون جو محو ہون زخمِ جگر کبھی

تابان کب آفتابِ قیامت ہے تیز تھا
پھینکا تھا مین نے سینہ پہ داغِ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزارِ دہر مین
بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سے سر کبھی

سب بھولجا ئین وسعتِ صحرائے حشر کو
دکھلا دون گر مین دامنِ زخمِ جگر کبھی

باآبرو کو دل کی جراحت نہ کیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخمِ جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین
مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھون مین زر کبھی

انسان کو کیون نہ ہجرِ وطن کے ملال ہون
تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سے ہی یہ پسِ مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مرکے ہماری خبر کبھی

غزل

ماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر
دیکھا نہ غیرِ دستِ دعا جسنے در کبھی

شعر

نہ پال سبق بن شجر کے ڈھل جاتے | فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے
ہماری آہ کے شعلے کبھی جو چل جاتے | چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے
شہید تیغ پہ جس طرح چال چل جاتے | قدم کی راہ نباتی تو سر کے بل جاتے
نہ خون دل کی غذا آنسوؤں کو دی افسوس | جو پرورش کو یہی کرتا یتیم پل جاتے
گلاب شک سے درد دل جہاں کھلتے | دوام اتفاق جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے
کسی شہید کے باغ جہاں میں تھی ہم رنگ | حنا کے حال پہ ہم کیوں نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱

عصا نہ ہاتھ جو پیروں کا تھا تو ماہر
وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن میں ڈھل جاتے

شعر ۱۸

حرارت سوز غم آنسوؤں میں آشکارا ہے | عجب خرمن ہوں میں آہ ہی دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے
ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے | چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گردوں کا تارا ہے
دل سوزاں سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے | عجب آتش ہوں جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطرابِ دل جو شورِ حشر گوارا ہے
زمیں پر پانو ہی میرے نہ تھے جب کاوہ وا ہے

لیس پر دات والا گرمی بحث آشکارا ہے
کہیں کیا رتبۂ محبت کا الگ ہی حد را ہے

عجب کیا ضعف میں قسمت کی چالوں نے جو ہارا ہے
ستم ... سے گردشِ تقدیر کا ستارا ہے

پڑھی ہی الٹی سینی میں نے جب ہم نام کی تیری
مری سر اور جگر پر تیغ نے دشمن کو مارا ہے

الٰہی کشتگانِ خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اٹھیں ہیں تب کہ جب شورِ قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کس لیے افتاد یا رب طفلِ شبنم پر
شعاعِ مہر نے تیرِ سحر سے جسکو مارا ہے

نہ کیوں سینے سے دم رک رک کے آئے تشنۂ خنجر کا
گرہ تارِ نفس کی سوزِ دل کا ہر شرارہ ہے

یہ طغیانی بحرِ اشکِ ستم کا ہی مری عالم
کنارہ جس جگہ کل تھا وہاں آج دھارا ہے

اگر تو دادخواہ جورِ دشمن ہی تو ساکت رہ
ستم پر چپ کہ آہ جو وہی سکو پکارا ہے

کہیں دیکھی نہ تھی جو ادا اول نظر میں آنکے
غضب کی وہ نگہ ہی اتر قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن انگلی ہیں حنائی کہ ہر نقشِ انگشت
خطِ زیرِ نگیں کی طرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون بجائین گرما گرم باتین اپنی نالی بہی
زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تہی جسمین ترا طالب تجہے بہولا
دم آخر بہی گہنگرو کی صداؤن سے پکارا ہے

یوہین ہر عیب بین ہے دیدۂ عیب فراق مین عاجز
نگہہ کو غیر ممکن جیسے آنکہونکا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

شعر

جدا کیونکر کرون دل سی مین سوز غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکہون کا تارا ہے

بیجان کرینگے عشق مین اشک روان مجہے
لوٹیگا رہزنون کیطرح کاروان مجہے

شکوہ نہین جو ساتہہ نہ لین رفتگان مجہے
اکبار بڑہکے دیکہہ تو لی کاروان مجہے

رکہیگی پہر کہین کا نہ تاب و توان مجہے
اب بہی پکارلے جرس کاروان مجہے

مرجاؤنگا عزیز ہی سوز نہان مجہے
ای چرخ پہیر دے مری دل کا دہوان مجہے

کیونکر فروغ پاکے نہ بجہتا مثال شمع
ناساز تہی کمال ہوئے جہان مجہے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین
مین خود ہون بے نشان تو ملی کچہہ نشان مجہے

دو پھول لا کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے
آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاونی غبار نہ چھائے مزار پہ
دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بد گوئیون نے خلق کی مجروح کر دیا
گویا زبانین ہو گئی ہین تیر و سنان مجھے

چھیدے سے دل سطر حسن کیا تا کر اے فلک
ملتی نہین لحد مین مرا استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جو تیغ ابروی یار کا
انگشت اعیان نے ایسی دکھائی کمان مجھے

کم اوس سے نوک جھونک ہے تیری پی کی
طعنے ملے جہان مین ہر آن بن سے مجھے

تکتے تو لگ چکے ہین کلیجہ مین خلق کے
اب داغ دل دکھائیگی کیا گرمیان مجھے

رکھتی ہی چشم تر مین وہ تارہ طلسم ہون
استادہ ہو دیکھیگی آب روان مجھے

ای یاد پائے عمر روان جانتا ہون مین
دکھلائیگی زمین تری شی عیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر
ملتا نہین ہانچین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف بنون

غزل ١١٣	سیدھا بتا رہی ہی کجی کمان مجھے	شعر

دامن میں تھمین اشک کیونکر مژے سے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے یوہین قافلہ آکے

باعث ہے نہ تھمین نفس میری بقا کے
وہ شمع ہون روشن جو رہی دامن سے ہوا کے

سُرخ آندھیان آئی وہی سید رو سدا کے
اُٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

دامان شفق کون کو نہ دھو سکی فلک تو
چھوٹینگے نہ دھبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جانیگی جب کی تی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار ہین اپنے
اولجھا ہے کبھی خار ہی دامن سے ہوا کے

سید رہ جہان رنگ شفق کا وہی سمجھے
چھیٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

غزل ١١٤	امید وفا جنسے پس مرگ تہی ما مہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھہ اوٹھا کے	شعر ٤٧

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے
زنجیر اشک ریختہ موسم تمام ہے

ہم لاغروں کی دفن مین کیون اہتمام ہی
لوگوں کی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی
شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی
کسکا سُم غزال کی مُہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی
دانہ تو خود دہلین گرہ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی
آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہل جنونکا مقام ہی
ایک ایک سُم غزال جہان مع خام ہے

بدنام وہ ہین پر دون سی قتل عام ہی
تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی
بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین رہ گیون کونسی عضو بدنکو مین
دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نے زدوکوب پاؤن سی
صحرا تمام تختہ قرطاس خام ہے

ہُوا وسنی ہی جب یہ ہمیں کھلایا راز
جلنی سی پختہ کار ہی دل موم خام ہے

ہیو جہ یہ زبانکی جنبش نہین حضور
دیجیے جواب شمع لگن ہمکلام ہے

اللہ ری تاب تب مری دوا کی خشبو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام ہے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا
ہی آگ اگر جو بانیہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھ کے ہاتھون سی ضعف مین
پروردگار کونسا دلکا مقام ہے

پروانونکی لاش سی کہتا ہی یہ شمع
سر جڑ کے جھکے جو مر کے وہی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانہ عالم ہی طلسم ہے
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح
ای دوست یہ گئے ہوئے دلکا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سائے ہین میری خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بہی گذر نہین تابوت تک مری
لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو گھلین کیون نہ استخوان
پچھلی پہر کو شمع لگن ہی تمام ہے

اترا ہون وہان مین قافلہ والونکو چھوڑ کے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست — کیا حسن کے حجاب مین دیدار عام ہے

جلجائی دل زبان سی عاشق آہ کرین — ارشاد نازکا ہے اداکا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق — مخملکو خواب تیرے لئیے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب — اولٹا لکھا ہوا جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتے ہین پیار سی — دیکھیے سپید مرمری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن سی — لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھئے کسکا گلا کٹے — اولٹے ہین آستین وہ چھری بے نیام ہے

عاشق مین کچھ نہ کچھ صفت حسن ہے ضرور — اوسکی بہوندھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہ سر — جبتک کہ طاق مین سر شیشہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو — غربت کی چھاونی ہی جہان ہو مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو وہ آستین چڑھائی — لوگون کا ٹھٹھ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت مین حکم ہے — گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوترین ٹھہر کے کہین قافلے کے لوگ — کوسون کا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی سے کے واسطے — میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کو یہی تنگ ہے آزردہ شمع سی — روتے ہین مگر مری رونیکا نام ہے

سیخت جان سو گئی ہی اشتیاق سی — مرنے کا عاشقونپہ عبث اتہام ہے

مفلس ہے اک سی ریخ فقط کیون دل لے — خیر داغ پاس کوئی درم ہے نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا — کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طے کی رہِ درازِ عدم ہمنی بعد مرگ — میت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو — ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی لیکن دبے ہی دل — میری لحد پہ کون یہ محوِ خرام ہے

کس سی پکارئیے گا یہ کس سی جواب دے — دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یون	آیا وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵	ماہر تو ان کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہی	شعر

کعبہ مین کون ہی جاتا کہان خیر تو ہی	خود ہی کہو جا جو وہان جا کے تو پھر سیر تو ہی
جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہ دیر تو ہی	برہمن شیخ ادہر آج کہان خیر تو ہی
ہین حباب لب جو دید تو ہی سیر تو ہی	ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تہین کچہہ بہ خیر تو ہی
راز دل کہتی ہو بیجا رسی کچہہ خیر تو ہی	نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی
مین نی گہبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے	بے بلائے ہوے آئے ہو کدہر خیر تو ہی
ہمنے تو آکے یہان کچہہ بھی نہ دیکھا واعظ	گھر مین اللہ کی بی سیر کے ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶	غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے	شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکہہ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق و صد ناز سے
دی تجہی کوئی صدا بہی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل ہی الفت نے نہ رکہا بے جواب
دی صدا گل نی شکستِ رنگ کی آواز سے

آفرین ای زورِ بازو مرحبا ای جذبِ عشق
لے اوڑا کنج قفس و رپر پرواز سے

ہم صفیر و بوی غنچہ کیطرح چاہا جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز سے

غزل ۱۱۱

کون یہ ماہر کہے اونسے جو بیٹہے ہین عبث
ایک تربت پہ بہی تم چلتے اسی انداز سے

شعر

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بدوش آتا ہے

مجہی جو فصلِ بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین دمساز اک ہی ہی بہت
کہو غشی ہی کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادنہین گو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین	ادا غشی کی کرشمون سہی غش آتا ہی
شب فراق مین یہ کہتا ہی کب فلک تنہا	غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی
نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنی والا	غشی سہی مجکو اوٹہانیکو ہوش آتا ہی
غشی کی بعد نہ انسانکو کیون ہو یاد اجل	کہ آنکہین کہلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۸	نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر تری غشی کی خبر سنکی ہوش آتا ہی	شاعر

ذکرِ دو چشمِ مستِ یار اگر دم بھر چلے	صف کی صف مستونکی گرے بزم مین ساغر جو چلے
قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے	شب ہی سی احباب اوٹہکر اپنی گھر چلے
اتحاد واقعی سہی عشق کا دم بھر چلے	ذکر تیرا ہر دم تیری زبان سی کرتے چلے
نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے	وقت آخر اک رگِ جان پر کئی نشتر چلے
ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح	آنکہ کی گردش سہی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینی کا مزا ایس سی پوچھو قاتلو — جسکی گردن پر تمہاری ناز کا خنجر چلے

جو تونکی عشق مژگان مین ہوے صیدِ انور — پاؤن مین کانٹی ورا فرق پر پتھر چلے

جادۂ شمشیرِ قاتل ہے وہ راہِ خوفناک — ہاتھون ہی سی راہ مین پاؤ نکلی آگی سر چلے

گر تپِ فرقت مین اپنا تڑپنا کچھ لکھون — کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین زمی بھی کچھ سختی سی اہلِ جور کی — جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

جھک کے چل ماہر ہر اک سی رہگذارِ دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے — موج چاہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے — کانٹین کوئی نہ ہونکے پہلو سر مین رہے

طرقۂ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے — سفر مین ہی ہو اور پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرصِ تونگر مین رہے — اور غباری ہوا اونچی جو ہوا مین رہے

آبرو دارونکی صحبت سے بنا کا سبب ہے / کیون نہ رشتہ کی جگہ ہر دل گوہر مین رہے

مستحق جان غم تو سایل سر گردان کو / آسیہ کا جو پھر پیٹ تو چکّر مین رہے

گر کے غبّار سے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین / پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی / آپ کے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین حال جوانی کا تہ و بالا ہو / پاؤن چلنے ہی سے رہ جائین تکان سر مین رہے

جلکے غبّار سے یہ گر نہین صدا دیتی ہین / آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آگے منھ تک جو پلٹجا ہی کبھی ساغر سے / جان مستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے / ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی / سوندھی ہو جائے جو مٹی بھی مرے ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے / پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئے غیر آئی انھین قہر ہوا تھا ٹھنکے / چھپ کے چھو لو نہ مرا دل ہی جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق ۔ رنگ اوڑی گر تو نہ نکہت بھی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے تنگا ہون زمانیکی گرد سے ۔ وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق ۔ ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی بھی راہ مین تکلیف نہو ۔ تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نے حبابونکو طمانچہ مارا ۔ اونکا انجام یہ ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا ۔ حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سے رنج زمانہ مین پہونچتی ہین سدا ۔ گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی ۔ بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی تونے وہ تحسین کیا کیا نہ مکانین ہونگا ۔ اتفاقات سے شب کو جو مرے گھر مین رہے

اذن لے لے کے اگر شمع سے پروانے جلین ۔ جس سے پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین ۔ قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عددِ جوہرِ آئینہ بھی کم ہیں اوسنے — جتنے ارمان دلِ پر درد سکندر میں رہے
پاس والونپہ تو وہان او ستم ہوتے ہین — ملگئے دل و شیر ہو پھولونکی جگہ تر میں رہے

غزل ۱۲

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دستِ سکندر میں رہے

شعر ۷

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر میں رہے — تنِ انسان میں جو دم ہو ہوا سر میں رہے
کیون نہ طاقت میں بھی قلت ہو جو پیکر میں رہے — آب گھٹتا ہے مٹی کے جو ساغر میں رہے
آبرو حب کے گردش بھی مقدر میں رہے — ذرہ غلطان نہیں دوران کے سر میں رہے
مرکے ہر سست نہ کیون دوسرے پیکر میں رہے — روح نکلی ہوئی شیشونکی جو ساغر میں رہے
زخم کیونکر نہ ہر اک پیکرِ جوہر میں رہے — رنگ کھچ جائے لہو کر ترے خنجر میں رہے
تشنۂ حسن ہو تو صحبتِ دلبر میں رہے — آب پر بند نہ پانی نہ گوہر میں رہے
نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر میں رہے — آگئے آبِ بقا حق سکندر میں رہے

تو اگر باغ مین دونونکی کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین تجھ ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر مین رہے
بادہ کسطرح سی الٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدہ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ حیل پرندا وس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہے گردش دلبر مین رہے
بادہ بس وہ نہی اوس چشم کے ساغر مین رہے

دل بیتاب مین کیا عیش تھے ای گردولت
بادہ کسطرح سی الٹی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گردن کے مین اس سی غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتہ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق ترے گھر مین رہے

کون غواص سی ہے بڑہ کے بیتون پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کونسے تجھسے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول ہی باغ کے دیکر ترے بستر مین رہے

چھوٹ نکلی تری آب بھی تو ہے کے لیے
گر نشان انکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سی ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ سینے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی کرتی ہی صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیرگی شام فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب عمر گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفت مور جو جوہر مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرح سی وہ بھی
بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینونکی تقصیر نہین
دل بھی تجھ سے ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد یکھو نکر مری ساغر مین رہے

تھام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی ملتا ہے ال کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

لکھو لکر دیکھ سکی منہہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھو وہ آنکھین
عکس جسطرح سر مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تن نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

اونکا خط دیکے یہ قاصد کو دعا دیتے ہین
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی ہچکی تو لگی چھنے سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہوکے گل تر مین رہے

او پہنچ اونکے زمانیکی دکھائی کو نہ کیا
مدتون آنکھونمین پہ رہے [illegible] رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ شغم ہو نہ یہ فریاد مین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دوری نہ بنا مجھے گر دونا کیجی تو تنہا ہو تو
عکس داغون کا مری گردش اختر مین رہے

رہ گئے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا سکھی
تا قیامت ہی ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لیے بیٹھے ہون جسکے لیے گھر مین قینچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان وہی تھے فتنۂ حشر تھے
اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سا یہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچ لے آنچل چھوڑین
بو کا اولٹا ہوا دم بھی نہ گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آگئے وہ اکے اک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سے باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
عمدہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہے کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سے بھی چھپتی ہین عیوب
آئنہ ہو کے ہمین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکھ کسطرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آنکھ لگی تو نہ لیسی رات کے سونے سے اگر
چین سے چین نہ لیٹے ہوے بستر مین رہے

دل کو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہ قالب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح
آپ ہی کہیے کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کو روکین
پھیل کر آب نہ کیون اب تر خنجر مین رہے

پلکے دیتی ہے بلندی پہ ہوائی یہ صدا
سر تڑاق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منہ ترا مستور جو چادر مین رہے

آپ نے حق مین ہمارے نہ کہا کلمۂ خیر
سب کا منھ دیکھتے ہم مجمع محشر مین رہے

دیکھ بحال اوسکی ہمیشہ کی تو کہتی ہے
آئینہ قبر مین بھی دست سکندر مین رہے

مثل فانوس ہی گھر روشنی شمع ہین خود
کیا کہوں کہین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فر از آپ نے یون سبکو کیا جلوہ گری
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبش ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکو ہی قبر سکندر مین رہے

آئینہ لیکے گئے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاس خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن سے اونکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئینہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمھین
اپنے گھر مین ہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

مجلس قبر مین تنہا لیئے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینہ قصر سکندر مین رہے

گو بنایا ہے تو کچھ حسن کو اپنے روکے
آبرو آئینہ کی ذہن سکندر مین ہے

پتلیان پھرتی ہین ہنگام تپش آنکھون ۔
نیند سا جھولتی ہین جہان اوسکے گھر مین ہے

ذبح مین چابکی ہے جو تکو مین لیتا ہون
جان نکلی مری دردم تہ خنجر مین ہے

وصل کے بعد حیا اونکو نگیون ہے ناری
شرم کی شان سمٹی ہوئی پیکر مین ہے

بو جو بیخواب تری ہو تو پڑی کیون نہ شکن
آخر اوسکا بھی تو تکیہ کہین بستر مین ہے

ہجر ساقی مین یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہون مین
جام مین ہے نہ ادھر ہوش نہ سر مین ہے

چرخ اوسی دھوپ سے منگواکے بنا شیشہ
گر پسینے کی تری تاب تری بر مین ہے

تیرے ہی بوئی بدن کی مین قسم کھاتا ہون
دم نہ پھیرا ترا لپٹا ہوئی چادر مین ہے

نازنین ہاتھ سی شکنونکو مٹایا جلدی
جب نشان وصل کی ہمدم ابھی بستر مین ہے

غزل ۱۲۱	پینگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب باہم گھڑیون آنکھون مین تو پھرتی دل مضطر مین ہے	شعر ۱۰

یہ بات جو درد کی دل ہی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہی شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آ کے ٹہل گئی ہوتی
اندھیری رات کھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوا ہی گھر مین جو آ جو تمہی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروؤن کی سب نکل گئی ہوتی

نکالتے تیغ پیش ابرو مین دلیہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ مہر عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزار دن آپکی ہوتین ادائین حسین ہی
بری بھی بات جو منھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے مجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

غزل ۱۲۲	وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	۱۵ شعر

حسن بھی باتو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون آہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جا ہی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین ہم تو نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری بان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنہہ تو تکتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی بہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون نے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنہہ جو ہنستا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سبکے ہمراہ جھکے دیکھے ہین ہم وہ بھی
جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر دترقی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہین ور بند نہین ہو سکتین
کھنچکے ابرو نہ کیون ناخن با ملجائین
جگر و دلکو تو کھوتے ہوئے گذری مدت

مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہی
جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہی
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہی

غزل ۱۲۳

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگ جان ماہر
دامن تار نفس سی تری الجھا کیا ہر

شعر ۲۵۰

چرخ گو بجا آہ پر تاثیر سے
جب بدی کرتے تھے وہ نخچیر سے
کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
وحشیون نکے عکس کی تاثیر سے
کم نہ تھی چال اوسکی مجھہ نخچیر سے
شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر

رات بولی نالۂ شبگیر سے
کچھہ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے
ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
سب تو سب گھر چھپ گئے تصویر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے
رنگ جو اوڑ نیلگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
عقدۂ غم نہ کھلا ناخنِ تدبیر سے

الجھے ہیں حلقے اب سلجھیں کسطرح
[illegible] پھر مری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیقِ دنیا سے نہین
[illegible]

یون تری پلکون نے کی ہے دل مین [illegible]
[illegible] تیر

دشتِ وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب
برق اوڑتی ہی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جاتے نکلے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی ونکی شکل
رنگ جب اوڑنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کا عقدکو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑا دی تیرے وحشی نے جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہے آہ سے
جیسے پابندِ فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا نچلے اگر آتا نہین | سیکھ لیجیے اپنی ہی تصویر سے
یون مژہ پر مین لیی ہون لخت دل | آگ اوٹھائین جیسے آتشگیر سے
میری دل مین دیکھکر اوسکا خدنگ | کسطرح تڑپا کیا نخچیر سے
اشک آنکھون سی گرپڑے تجھے تو خیر | بچتے رہنا خون دامنگیر سے
ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون | چپ رہا جاتا نہین تصویر سے
آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے | پردے اوٹھتے دیدہ تصویر سے
میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی | پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

شعر ۲۴ | اوسکو جب پایا نہ ماہر اسطرح
کلک لپٹی دامن تصویر سے | غزل ۱۲۴

مرغ تصویر چمن سی نہین گر ساز مجھے | رنگ اوڑتا ہوا کیون ہے پر پرواز مجھے
کہتے تھے مثل ورق گل تو نظر باز مجھے | آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثل اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے | ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہی ناز مجھے
لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے | پردہ ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے
مرض موت ہوا دہر مین آغاز مجھے | مین تو کہتا تھا ہوا بہانگی ہو ناساز مجھے
تیر کیطرح سی جاتا ہون جدھر وحشت مین | ہر در بند بھی ہو جاتا ہے در باز مجھے
بخت نے میکدۂ دہر مین مثل شیشہ | سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے
مرغ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ | پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے
تیر ہی مثل ہدف اوسنے لگایا مجھپر | کرلیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے
مجکو اپنے دل مضطر کی چمک یاد آئی | آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے
چھپکے چپکے شب فرقت مین نہ کیونکر روؤن | تیرگی ہوگئی ہی سرمہ آواز مجھے
مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق | سوز پروانون سے ہے شمع سی ہے ساز مجھے
توڑ ناوک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا | تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظ بر تا ہی معشوق ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون ہنو اب مہر سرِ راز مجھی

کان یہ شورِ اسیری سی نہ بھر ہین میرے
سے اپنے اوڑ نیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوز الفت کے مزے کو جو کبھی ہین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستۂ گیسو سے مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ فی رعد کی سنوائی کبھی جبکو صدا
برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر ہستی جو نہ دیکھی تھی عدم مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین افراز مجھی

دیکھتے دل سی جو کئے باغ مین مین نے نالے
آئی منہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثل چقماق کہان جاکے سر اپنے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایرِ بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی
جنبشِ موجِ ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلا مین رگین کیون ماہر

شعر ۳۳	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	غزل ۱۳۵

گھٹ گھٹ کے دل اندوہ کی ہی بھر آئے
دیکھی ہی ہیں بانس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گردن بار ہے
ناوک تو کیا ہوا اسی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
ہر عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیوں کا بدن سب فگار ہے
زخموں کے گل کھلے ہیں جنون کی بہار ہے

شکل ان کی سنگ آئینہ میں آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہیں سنکے وہ کہ یہ کس کا مزار ہے
تھمتا نہیں ہے یاد میں یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے ہی منون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر میں ہی نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سی صورت نما ہوں میں
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن میں مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین ناس چشم سے ہے خط عذار پر
پامال آہوون سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون سی دل سی ہین تہ و بالا اونچ نیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے دل پا ہو گئے اپنے آپ مین
تصویر ہے سیر قدکی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھ کی صفت شمع بجھ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤنکے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہی تو شمع مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے
ہے ہے ہی دلکی ہائے جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ کسی کی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی کب مژہ و چشم پر ہے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان پڑی عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشہ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

صدا اپنی بعد مرگ بھی بھولا نہین جو مین
قد پھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون دست غبار
موجِ ہوا بھی تیغ سری کا وار ہے

ہر استخوان مُنھ کو نکالے ہے قبر سے
یا رب مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترک معصیت
یون بھی تو مشکل ای مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کہ ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہو اوس پہ مین
ای دوست تیرا بعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی
تابوت کا چڑھاو لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طپش سے
تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست دو اب ہو اذن تو مین باریاب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جاتا جہان تھا حشر سی جنکو وہ جا چکے
اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

غزل ۱۲۶	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	شعر

چلے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوئے — عجیب قسمت جگر سے اپنے امتحان ہوئے

زبان دہر زالت میں پھول بان ہوئے — بڑھے حسین کی آخر خلق کی شان ہوئے

اوسی چمن میں خم زلف کی کمان ہوئے — ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوئے

بس اے فنا جہاں سب کو تری دھیان ہوئے — کھلیں حبابوں کی آنکھیں گلو نگوں کا ہوئے

جہان کے حسن فنا کے ہوا اونکی جان ہوئے — جوانی چمن کے لوگوں کی وہ جوان ہوئے

جہاں پہ بیٹھ گئے گرد غم زمین بنی — اوڑے جو ہوش سر سے آسمان ہوئے

غزل ۱۲۷	یہاں تلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوئے	شعر ۶۰

دل وہاں پاؤں تلے نقش کف پا ہوتا ہے — آرزو دیکھ نکل کر یہ کیا ہوتا ہے

دل لعل میں ہو تو باتوں کا مزا ہوتا ہے
دل کا بس ڈال ہی کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پھر کیوں تارکِ طاعتِ خدا ہوتا ہے
دم آخر تو سرِ شیخ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر [illegible] کیا ہوتا ہے
شب کو سایہ بھی تو پھر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر میں ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آجائیں تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع میں بھی محوِ خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجے سے لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بتان میں جو فنا ہوتا ہے
سببِ ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک کوچے میں تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا میں بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہیں دل مجھسے خفا ہوتا ہے
چھوٹتا بیس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل میں وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
وہی کاغذ ہے جو جھٹ بھیگی جدا ہوتا ہے

اے اجل پاس مرے رہکے یہ کیا ہوتا ہے
دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ہاتھ تم کا کمان سرسم ادا ہوتا ہے
ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہہ دو اُس سے جو دم مرگ اُڑاتے ہیں دوا
مجھ سے پرہیز محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن او عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کبھی
بت اودھر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سرسی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی شکر
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجئے
کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رو نکلی آواز نہ پہلو سی مجھے
دل مرا جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین
آج کیا درد کلیجے مین ہوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نگہت
کہین قیدی قفس کی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتی ہو حسرت کو بھی
نزع والے کا کہین منہ بھی ڈھپا ہوتا ہے

یاد ان کیا مری ہی بیٹھے رہین وقت آخر
قدر شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر برق کو روکے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپنے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سوتے مین کف نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دزد حنا ہوتا ہے

سب اسیران قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سے اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رکا دم کوئی بھاتا ہے مجھکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمن جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین کبھی دانا ہون بیدرد کہ نکلے آگ رو دون
رات بھر شمع روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کہا شوکت شاہی کبھی نہ در
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی جسے دیکھو بہی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کی حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آنسو رو تو شمع سے شبنم سے نگ
اک مرے رونے مین کیا جانئے کیا ہوتا ہے

اوس طرف غیظ و غضب ہے تو ادہر صبر رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جا کہ مرا سوز الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون سی سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین ہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین ہوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر ہین ہٹاتا ہون مین
وصل مین یون بھی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہون مین بازی اجل مر مر کے
دم نکل جاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تھا دل اب ہے تڑپنے مین کچھ اور
اس الٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

یہ تو سمجھے تھے ہین یا وقت ستم ہاتم
کوئی ارمان جو مر جائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہ ہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ سر قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئے دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کر کے سوئے باغ کئے کیون مین نے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گو نکی ہون وہ ہرا دم مرگ
تارے کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگون کی محبت مین بیان زد وہ ہے
رنگ سے ہم کو کا شتے تھے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینون کے یہ معلوم ہوا
تب جا ہر ہوتے ہین ہمت فتنہ ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم مجنون کیون نہ رہون ہر مین پا تند حباب
سانس لیتا ہون تو دم تن سے فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرسان نہ کوئی
ہاتھہ رنگتے ہین جب خونِ حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہوجاتا ہے
تیرہ مین بھی اثرِ ظلِ ہما ہوتا ہے

انقلاب وہ کہین ہرلیجاتی ہی شکلِ شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جامِ گدا ہوتا ہے

تپ پس جن مین بستا ہو تو دم گھٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

وہ جو داغ ہے جبین جگر سینہ مین
کون یارب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے وحشت کے وہ سیر کو جاتے ہین تو کب
دم حبابونکا جب آنکھون مین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہی جائیگا آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو دم خود بیٹی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ۳۸

تمہاری بات تو نکلول سُنکے کیوں ہنسا نکرے
زبان تیونکی کسی پر کھُلے خدا نکرے

حنا اگر کفِ نازک میں اونکی جا نکرے
تو چلّووں مرا خونِ جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشانِ پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گر کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ تڑپکر مرا اکڑے ہونا
بٹھا دے درد یکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سی یہ کہتی ہی خاک مجنون کی
بشر جہان مین سب کچھ کری وفا نہ کرے

پسینے پر جو گرا ایک قطرۂ خون یا شفق
تو اوسکا ایک لہو پانی بھیر ہوا نکرے

میانِ چشم نہین تل نشان پا کبوتر
ہماری آنسوؤن مین ڈوبکر کہین جا نکرے

وہ میری نزع مین حیرانِ گت تو کہہ دو
اجل بھی تم ہو کہ وعدہ یہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گردونکا رنگ کیون نکلا
گر آنکھ سی مری خونِ جگر بہا نکرے

ادھر کو قیس تڑپتا ہے اوس طرف لیلیٰ
خدا ملائی جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تودے نکلین اپنا دل ڈھونڈھ مین
ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نکرے

خیالِ دل مجھے یادش بخیر آتا ہے
چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثالِ دانۂ بارود روئے آتش ہین
نہ ہوش لوٹین جو چمک درد کی اٹھا نکرے

مثالِ دست دعا گر کبھی نظر آجائے
کسی کے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمرِ آتش
اڈھو نہین خاک اگر دردِ دل اٹھا نکرے

نہ کہدین لٹکی ہوئی گر صبو بن اشارہ سے
یہ پیش قدمیاں مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھو نکو دہوئین وہ بہ اٹے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپا دو دلین جو باتین وہ منہ پہ آجائین
کسیکا راز اتنا کھلے خدا نکرے

نظر لگی ہی ہماری گر تو چشم جوہری کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری تو کوئی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوشہ نشین پھر کسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور میں اتنا کہ گر پڑی تھک کے
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری ڈگمگتی ہوئی ڈلیپہ گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب دوا نکرے

اگر کے چھلکے سی جلتی پہ تو یہ بھوٹی
خبر کسیکو مری دل لگی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح وہی تیغ تری
وہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہیں رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے منہ پھیر کر وہ دیتا ہے
کسی کا حال اسیر قفس کہا نکرے

اکڑ کے کہتے ہیں ہنسنے پہ ہاتھ تیغ کی بعد
انہیں گلے سے لگا تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع ہی نہ طے ہو اگر
ہر ایک رگ مرے پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بو ہی چھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کسی کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سے کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہیں احسان جو نیند اوڑنیکے
کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹	عدو ہی جان سے کوئی تو یہ کہدے ماہر قضا سے کام وہ لے جو تری ادا نکرے	شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہ تربت آئی
جب فتنہ کے سرکتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اوٹھنے کی نہ نوبت آئی
غش سے چونکا نہ اکڑا اف کی نہ طاقت آئی

دل کھونکو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی جو تربت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردوں میں بھی چھپی نہیں اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھوں میں مروت آئی

فرقت گل میں غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن ہی تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر میں ہجر کے جاگو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰

اپنی تسکین کرے کیوں نہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ۱۱۳

بو نہ دیتے تو دیا منھ کی رودکھائی نہ گئی — صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلوّن تھا تو کیون منھ کی دکھائی نہ گئی — رسم بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرحکی یوہین بات اونسے چھپائی نہ گئی — جیسے آئینہ کے دیدہ کی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سے دکھائی نہ گئی — کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سے مرے مرے دم مین چھپائی نہ گئی — اک ردا بھی کوئی شی تھی کہ اوڑہائی نہ گئی

دور رہ کر چھپا مین رہی پاس بلائی نہ گئی — وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پر چہا مین بلائی نہ گئی — وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

نسبت تربت کی حنا بھی چھپائی نہ گئی — خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جلنی جلائی نہ گئی شمع کبھی — اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑہایا شفق شام کو اپنے ہاتھون — مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنی ابر لحد پہ مانا — مسکرادینی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

نہ لے بلائے ہوئے آئینکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظر ونکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھہ لڑائی نہ لگی

جذب دل نے اثر اتنا تو دکھایا تھہ قبر
سب سواری او... آئی تو ٹہرائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
پوری تلوار بھی اک جنبشے لگائی نہ لگی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین جو جاہل سے وہ
شمع سے قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہین بیٹھین سو کے تو برہم ہونگی یون
باسی پھولونکی بہی ہان کچھ ادائی نگئی

سچ تو ہے لاش ہے دفن اوٹھاتی کیونکہ
اوج پیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین وہ بارا مشہور
جب نے مین دل کی تڑپنی ہی ہلائی نہ گئی

سر ہے لو دہ شرہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین جست کی تلوار بجھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتے ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا گیا تا زاونکی مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو مین دنیا مین ہین اور ہی لوگ
جان ہم مین تو کسی وز نہ آئی نہ گئی

خاک کسطرح جلاکر کیئے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تہا ڈرنے پہ بوجہہ
لاش کیون تمسے مری جان اوٹھائی نہ گئی

تیغ نظر دون سے سینہ بھی گئی دیکھین مری جان
زہر ہین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین نجانی کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کانٹے جو ٹیکگئے ہین اونسے کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روز ترے سینے مین سر کا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱

کسکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا
اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی

شعر ۱۳

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہماری زندگانی نے
کہ منھ دہانپا نقابون مین حسینونکی جوانی نے

تجلی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی نے
کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے
گھلایا شمع کے جیسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین سو نہین بھی ہوئین سیدھی کبھی
یوہین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھکین گردن اولٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بہی جانب
خبر لو سر اوٹھایا ہی سبب اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بہی ٹھہری چلتی چلتی آگے تربت پہ
نشان کیا مٹایا تہا ہماری بے نشانی نے

کھلین آنکھین سو نہین بھی بند اونسی ہوئین پہر بہی
بھری تہی نیند ایسی اونکی آنکھون مین جوانی نے

یہ حالت تہی کہ منہ بیٹھے ہوئے دیکھا کئے ہم بہی
کلیجا رکھ دیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تہی سوکے اوٹھنی مین جو نکلی اشک تن سنکے
بکھرے تہی کہ ملکر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی
یہ ہم پر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف
لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سرکی ہی خبر کچھ بہی ہے سوتے مین
انھین بیہوشیون سے سر اوٹھایا ہے جوانی نے

غزل ۱۳۲ | گر زمین ہو گئی تنہا بنا کا جبہ اپنا ماہر نے
کیا کچھ اسطرح زینت زور جوانی نے | شعر ۹

دم مین ہین قافیہ پیما پات چلنے نے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو نہین دکھا ہوا جب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر مین
چپکے چپکے یونہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا آپ کے چہرہ سی بجھے
اور مری قبر سی کترا کے نکلنے والے

ہنسکے روی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
پاؤن جب جانکی کہدیتی ہین چلنے والے

بو ابھی دور کے دیکھی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سکی بچا کر وہ نظر
کچھ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین ٹہو نزع مین ہون
ساتھ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھین سے بو چمن کیون ماہر

غزل ۱۳۴۱	آج ہیں سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	شعر ۱۲

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائیں جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فر حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

اولجھ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنو تمہیں دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُر آبدار ہو جائے

وہ ہوں جو روشنیٔ شمع پردہ فانوس
تو کیوں نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہوں لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دل جلے سے ہے ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یوہیں سبکو دار ہو جائے

میں مثل بارش باران نہ بانجھ بند کروں
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو اوسی اگر
قدم کے نقش میں نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤں خاک پہ دیکھیں میں سوزش عشق
دھواں جگر کا زمیں کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کوئی گو ہوا ہوں تمام
زمیں کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴

ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کتنی ہے ماہر
نثار اوسپہ ہیئت غبار ہو جائے

شعر ۷

حسین نقطہ اسی تحریک سے سفر میں رہے
بدن سے یونہی عرق نکلی تھی یہ تہ گھر میں رہے

کسی کو یاد کیا خود سے گئے گھر میں رہے
وہ نہیں بھی دیکھ لو جو حسرت نظر میں رہے

تمام عمر تو ہیں چاک بھی جگر میں رہے
کہ جیسے تیغ کسی سر کی کمر میں رہے

رہے بھی گر تو وہ کس شوخ خیوں سے گھر میں رہے
کہ آنکھ میں کبھی دل میں کبھی جگر میں رہے

کشش سی کیا ہوا ہر طرح میرے گھر میں رہے
نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر میں رہے

نشان الفت ابرو نہ کیوں جگر میں رہے
وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر میں رہے

بصورت گل بازی ادھر ادھر میں رہے
ہمیں تھے وہ نہ سفر میں رہے نہ گھر میں رہے

مثال آئینہ صورت نما جگر میں رہے
حضور ٹلکے بھی بیٹھی تو میرے بر میں رہے

چراغ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرحسی کہ گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون اوترے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ٹکڑے ہی سہی
مگر وہ ہاتھہ ہین یہ شیشکو جو کمر مین رہے

اسیطرحسی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرحسی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل تو یہی دل کبھی چھپی تہا
سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھپا تو کلی بھی نہ میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کٹ جائے
اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کے پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن
نفس کیطرح سی گھٹ گھٹ کی بو اگر مین رہے

یہ اڑیو نپہ اشارے سے مڑ کے کتنے ہیں بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودا ے زلف سر میں رہے

قفس میں لیگی نہ کیون آرزون شگفتگی کلیان
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر میں رہے

کھو یہ چاندنی سی یون نہ آسکیگی کبھی
مثال فرش جو نہ ہو تو میری گھر میں رہے

جھپک جھپک کے پلا میں نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشم بد نظر میں رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دست زلف تھی جو بال سی کمر میں رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر میں رہے

شب شباب کٹی خوف روز پیری میں
تمام رات ہم اندیشہ سحر میں رہے

بنا دے قطرہ آب روان جو بخت مجھی
روان وطن میں ہون اور سکون سفر میں رہے

یہ حال نازکیون سی اب انکا ہو نچا ہے
سپ چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر میں رہے

میں نظارہ چشم سیہ سی جائی عجب
مثال میل جو سرمہ مری نظر میں رہے

ہماری سوز جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر میں رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد میں کہتا ہوں
چلیں نہ وہ نہ دھمک اسطرح کی سر میں رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر میں رہے

نشانہ ہے تو انہیں کی ہی مثال ہما ب
نہ وا چھانک کی طرح ہر کے سر میں رہے

حضور اور ونکی رونے پہ اتنا کہتا ہوں
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر میں رہے

مثال آبلہ ادنیٰ سے دکھ سی دکھ ہوں مجھے
سبب یہ پاؤں ہی کا کانٹا کھٹک سی میں رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی کر مرے آگے
شرر کی طرح چمک سی مرے جگر میں رہے

حیا نے وصل کی حسرت انہوں نے دی پوری
وہ آدھے ہو گئے جب آ کے میری گھر میں رہے

میں رکھ کے دل کو تیر فرقت جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر میں رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی ستم دیکھا
سفر میں جائیں مسافر تو جان گھر میں رہے

دکھا کے شمع یہ کہتا ہوں ہنسی والوں سے
یوہیں جو دل کو جلائے وہ میرے گھر میں رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد میں ہی دب نہ مجھے
صدا کی طرح بس و پیش رہگذر میں رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی — جو بو بھی شی بھی نکلجاۓ خاک اگر مین رہے
ملا ہے دل ہی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی — ٹہر پاؤن تو آنکھون مین آنکھین نظر نظر مین رہے
ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب — نشان چاک گریبان نکیون سحر مین رہے
نکل سے جالے کبھی جوش ہاتھ کے گرا ہو مین لینے — خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن تک دور سے رہے
وہ کیا چراغ مرے دلکو شب کے یاد آئے — جو تو نہ تجھے ہوئے تیور سے میر گھر مین رہے
نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے — جہانکی نیند جو اوس چشم بنظر مین رہے
یہ سر کو کھینچ کے تھکے کہتی ہے دشت مین وحشت تو — جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین رہے
نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان — تڑپ تڑپ کے جب ارمان ہر جگر مین رہے
ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہو — قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین رہے
ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہنچے — تمام عمر ہمین سے تھکے کہ رہگذر مین رہے
اوٹھائے منہ کو تو جاتے ہین قافلے والے — تھکے ہوونکی بھی حالت ذرا نظر مین رہے

مثالِ خانۂ تصویر جا ہی کہ نہین
تو دیکھی کہ چپ پڑ رہے آکر جو تصویر گھر مین رہے

حضورِ حسنِ محبت بھی ہے طلسم کوئی
نکلتے ہین تو وہ اُنسی ہی مین یک گھر مین رہے

نزاکتو نہین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین رہے

چھڑا کے قید سے لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر تھے اوبہکے قفس کے در مین رہے

قدم سے آئی کہ خانہ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نے ہرجائی کر دیا تمکو
ادہر تو آ کے دہن اور ہر جگہ گھر مین رہے

نجانے گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑی ہی آج
چلے بچھڑ کے اُٹھی لیکے اسی سبب مین رہے

نہ جانے سے بھی جگہ قبر تنگ مین پائی
ہمین بھی وہ کہ قیامت تلک اسی گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے
گرہ مین جو سے ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئینہ کیطرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شئی کی روک گھر مین رہے

کتاب کھنچی کی شکنجے مین کیتی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح کبھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا — اوجاڑ کر کے مجھے آباد اپنے گھر مین رہے

ہون مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان — مری طرح سے جو تڑپا کیے وہ میرے گھر مین رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوے مہمان — چھٹے حجاب ہی سے تو دیکھی تو یہی گھر مین رہے

مثال تار کھنچے جنتری مین کیا سرکش — کشید قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر مین رہے

سلامتی سے ہین غربت پسند ایسے آپ — رہے نہ گھر مین کبھی یا رہے تو بر مین رہے

حضور آئینہ مین دیکھیے کچھ اور بھی تو — وہ آپ ہین کہ جو ٹھہرے کبھی جگر مین رہے

مثال ساکن کشتی مجھے یہ حیرت ہے — قدم جو گھر مین ہین کہدن تو گھر سفر مین رہے

یہ سر مین توڑ کے کہتا ہے خار تشنہ جنون — قدم کا خار قدم مین تو سر کا سر مین رہے

دم حساب نجات کہ کیا کا ہو گیا گیا — یہان یہ حشر ہوا آب ادھر ادھر مین رہے

تف کے سینہ ویران سے جب قدم اوکھڑے — کہا یہ دل نے ہمین تھے کہ یہی گھر مین رہے

بکھرا ہوا ہی یون ہین مجھ سی خانہ ویران — کہ جیسی ایک اداسی تمام گھر مین رہے

شعر ٢٦	کچھہ اسطرح سے بجھائے دل اندرون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	غزل ١٣٥

کیونکر رہے نہ رگونمین لہو جوش مار کے
نشتر پڑے ہین موج ہوا مین بہار کے

گرہین یہی عروج جنون بہار کے
اکدن شگوفے بہین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے
پانی دیا زمین کو تیرہ ہیرا و تار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے
قسمتی ہوئی تمام چڑہاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین صراو نیز اوتار کے
پروے گرین جو پائیہ ہی کہین اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے
یہ مغز استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کئی چراغ ہماری مزار کے
خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

چھپتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے
تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے
پھینکے ہوا نہ گرد کا جامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی ہو ہین جاتے ہین جادے پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
نکھے چلے جھانکین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخمہ ہین مطرب
قرعون کا جو سبب ہوئی ہر نفس تار کے

دل نازنین پچی ہین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان ہین بھی ہون
بانہ وسہری ہین وہ بھی تلوارین یار کے

سپہونکی ہوا نے کان جہین کچھ فنا کی بات
اوٹھا اوٹھگئی قدم مرے مشت غبار کے

ابرو کی جنبشون پہ جو جا ہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا بھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد اونکی تو سب لٹنے کے شوق مین
مضراب دور کے جاتے ہین جہاپ پہ تار کے

دیوانے بیچ دی ہین بعتنی ہی بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین او ٹھین کے ہاتھ سے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

جھین جائین کہون شیشہ جوہر آئینہ کے جگر
ہین بیچ مین یہ کیس نظر زہردار کے

انسے تو کوئی کی تیغ نکلی بہی اہی فشار
کیون پھر آڑے آگئے تختے فرار کے

کہلا اونہہ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلوار مار کے

گر یاد عادتین ہون تو شانہ ہلا دو تم
کچھہ سو رہے ہین چلنے ہی مہمان مزار کے

ہے کوہ ہے بساط ابھر اپنی جو خیال
رہنے دین گریہ دور رہنے والے مزار کے

دہان حسن سبز جو گیا یہان تنکون رکہین
پھیلی جو زہر سفر مہ دنبالہ دار کے

پیچ و خمِ غبار کی سلطانی ہو اجب
ڈہانچے ہون کہین سے مر جسم زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق
پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھہ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منہہ سی کوئی باغ مین کبہی
مین تھک گیا قفس مین گلونکو پکار کے

اتنا بہی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا
جتنا کہ ساتھ دیگئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے ادہر ادا سے وہ
جب پینگ یاد آئے دل بیقرار کے

کشتہ لحد پہ بھی مجھے آنیکی ہو امید — گر کھل کے کچھ کہین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہانمین مین کو جا کسطرح کہین — بیٹھے ہوئے تھی درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون — توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھنچ کھنچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو — ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

اس شب مین ایک چار اندھیرنمین کیا کرون — دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائی غم اونھین سمجھی نجم مہر چرخ — پھول اڑ گئے ہوا جو میرے مزار کے

گستاخی ملائکہ پر مین نے یہ کہا — یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانہ گان عشق پہ بارش مین وہ کھلو — نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہمارا سن چکا ہے لحد کا سنگ — اٹھ جائین لوگ پاس سے ہی میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا ان کو جو پہنچا نہین کبھی — خود جوش بادہ لائے ہین شیشوا اتار کے

اس آرزو جھلکی تو ہی دیکھ ہے یہ کون — باتین ڈھیمی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود ہی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ
ملتے ہین کچھ اثر نظرِ زہر دار سے

ہمراہ بوئے غنچہ کرو تم بھی سیر باغ
قفل کھل گئے ہین طلسمِ بہار کے

مین نے عجب نگاہ سے دیکھا نشیب قبر
نزدیک لوگ لائے جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہے ہماری خاک
کیون دل مین گھر کیا تھا زمین مزار کے

دشمن ہوئے ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی
بازو تو پھر گئے مجھے تلوار مار کے

لین شمع نے بلائین جو بیکس کی قبر کی
رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہِ خلق سے پنہان ہوئی ہوا
نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سے خود اونگلیان
پھندی پڑ گئی ہین مضراب تار کے

آنکھین مری لیے ہے پھرین آئنہ سے بھی
بیٹھے سلامتی سے جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار تھا
یہ بھی ہے ایک طرفہ درد دل بیقرار کے

کیونکر رو عنا کا نہ مطرب ادب کرین
مضراب سے سر جھکا دے پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤں بھی ایک دن
نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سنج فشار اوٹھا کے جو سنبھلا نہیں ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہیں تجھ خوار کے

کرتے نشان پاے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہے تجھکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہیں جو لوگ
پردے اولٹ دیے ہیں ہوا نے غبار کے

کیونکر بچیں نہ عقرب ابرو و مار زلف
آفت ہیں نیش سرمہ و دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردگان خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن ابھار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دھوئی وہ پاؤں سرمہ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھ جو کوشش زند
زخمہ ہٹ آئے چوم کے قدموں کو تار
کے

صیاد قید زیست سے بھی میں تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہل غنا مریں تو سمجھ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوط نبض پہ بھی تن میں تار کے

آیا ہوں طی ارض جہاں کر کے تا لحد
کھنتے ہیں پیچ و خم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ ۔ پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے
ہاتھون مین بی نصیب سینہ پہ پا کرے ۔ دھو دھو کے پاؤن سرمہ بنالو ادار کے
آفت ہو کر رہے ہین اشارون مین اونگلیان ۔ گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے
بیدرد حیف ہو او نہین ہوئے بدن کہین ۔ گر کھائے نشترونکو اگل دون بہار کے
ذی ہم تو فشار مین اب جی نہ ہارنا ۔ کھلتے ہین کو یہ دم مین شکنجے مزار کے
اس چین سی تو دور ہی بہتر تھا ہجر کا ۔ کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے
یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے ۔ سر پائنتی ہو پاؤن سرہانے مزار کے
آنسو زمین پی گئے تھے دے رہی ہے نذر ۔ یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے
سب سے ملکے دفن خاک کے پتلونکو دیکھ لین ۔ خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے
مجرم ہے بخیر بخیر تو مرسل یہ بول اوٹھے ۔ ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے
نا جنس بھی قریب ہین مین ہی جن مستعد ۔ تم ہی سدھارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶

ماہر کو صور حشر کی بھی کچھ خبر نہو
سوتے دین گر یہ دوڑنے والے ادھر کے

شعر ۱۰

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھ تو اہل قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون جلی نہ شمع جو محو بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین ہے کسیکے تو ولیکن یہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تہی کہان رہے

دیدین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پہیرین نہ گر تو ورد ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے کہکر قفس مین مین
تنکا یہان یہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

ہو نکمین ہوائے منزل دی خانہ حباب سے
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

ای قبر کسطرح سے لگا یا تہا یہ سے گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تہا بخطا | سر پر نہ آسمان کسے بہی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مرنیوالا ہے زندہ تجہی سی نام | تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط اس کا ہے سبب | دلمین اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اونکے زور مین یہ دود دل مرا | یا مین ہون مین یہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوونکی قبر سے صدا | دنیا مین ہم ہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یوہین مر گئے تھے جوانان عشق یار | دم توڑنیکے خاکپہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ | دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۳۷

دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پیشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۳۴

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے | مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے | دل دلسے لگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے | گل جب ہنسی ہنسی مین نبیے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے | پھولون سے پھول غرشیہ اونکی لپٹ گئے

وہ اکڑا دا اسکہا کے صبا کو جو ہٹ گئے | غنچونکے دل گلونکے کلیجے اولٹ گئے

تا ہم اونکا پنکھڑی ہوا رتیسے بہی گھٹ گئے | گل اونکا حسن دیکھکے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیار ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے | پھاہون سے زخم زخم سی کھجا لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تہا جوانان باغ کا | گل کی کلسر اکے بہی پردہ ولٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان مجہپہ کہل گئی | اوسکے بہی پاؤن پہیلا نہ ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون | اوٹے ہوئے نصیب بہیدن ولٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ | مثل ورق زمین کے طبقے اولٹ گئے

پہوٹے پہپہولے کب مرکیعنت شرابین | تابش مین آفتاب کی انگور پہٹ گئے

کچھ بہی ہی اعتبار رہتا ہے مزاج کا | آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ نے تقاضا من کا بھی آفت ہی قہر ہے
بل کھا کے طرح جس سے ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبرِ تنگ سے
پھیلے ہوے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ بیاضت کے رنگ ہین
قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سے یونہین تنگ ہوے تو
جیسے اوٹھا کے زخمِ تبر نخل چھٹ گئے

اہلِ ریاض سے نہ لڑا انکو سہل جان
دہقان کے پاؤن کھیت سے کس زور ہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی
کاٹے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکھے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہوئین
سودا انکا تو دام بھی بایع کی ہٹ گئے

کیا شئی مروتِ بد ہے کہ سمجھا اوسی بھی لطف
شعلے سقر کے مجھسے جو بڑھ کے لپٹ گئے

مجرم وہ تنہا ہوی جو مری حشر مین پکار
بے جرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی ورِ فلک مین نہ زار ہون
جب چرخ پر چڑھے تو گئے بھی گھٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی
دل لگ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنوں نے لی لوٹی اور نہ یہ کسطرح — رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہیں اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے — اوڑھی قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع میں وہ رکے — اہل گنہ کو جسنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ میں لائینگی رنگ ایکدن حضور — غنچوں کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا — تم تھوڑی ہو کلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار میں جسے ناغل جو حشر میں — سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بلبلوں سی کہ نالے کرو نہ یوں — پردے گلوں کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچوں نے سو نہ بات تو یہ بدلی نہ اپنی بات — اک آپ ہیں کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھوں نے دکھائی جہان کی دل — اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا انہوں نے کیا گل و بلبل ہیں صبحدم — طائر تک اپنی اپنی نشیمن میں ہٹ گئے

سینے پہ یوں تو لطف ہا دیکھیے ضدین — مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصفت رات اک گرہ سخت ہو گئی
سو نہین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی تر سی نگاہ سے
پردے سے جو کہ بھڑ ہوکے بیٹھے تھے ہٹ گئے

ای عیب پوش حشر مین بھی عفو کی حکم
اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاک پریشان نے رو دیا
جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین لپٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین واہ رے نصیب
پرچھائین کو جو دیکھکے پریوین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آگیا
بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۵۸

ماہر غزل نہ کہکے یہ سنتا ہر اک سی کون
خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان ہٹ گئے

شعر

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیان نکے لیئے
زبان مرے کے لئی ہی مزا زبان کے لیئے

فروغ شمع نکیون ہو مر بیان نکے لیئے
کھلا ہوان سے سر قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہان کے عیش و غم کیون ہون اک جہان کے لیے
کہ دور دور ہے گردش ہر آسمان کے لیے

یہ حد تھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیے
قفس کی تیلیان لایا ہون آشیان کے لیے

یہ کم تھی بات تنکون کی سوز جان کے لیے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی ہا یونہین بوستان کے لیے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن خنکی بھی تنکا آشیان کے لیے

فلک مین برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عمر قریری
یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیے

اوسیکو ہوش مین دیکھا او جڑتی آنکھون سے
جہانمین تنکی چنی تھی جس آشیان کے لیے

یہ چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیے

خدا کی شان کہ ہون میرے عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہون رنج آسمان کے لیے

مین اوس فاسی تو ہونگا لحد مین او رفتا
نشان کیون مٹے جاتے ہین بے نشان کے لیے

ہے ایک بوئے گل باغ دہر میں ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیئے

ستمگر و ستم ایجادیاں چلی جائیں
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیئے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیئے

جگہ نہ چھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے
سکون مضر نہیں جلتی ہوئی دوکان کے لیئے

اونہیں میں جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوٹ گیا سبکو اک جوان کے لیئے

اوسی کا نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیئے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیئے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہو گا
ہزار اسیر قفس بیٹھے ہیں فغان کے لیئے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیئے

نہیں مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیئے

اوسی سے کھل گیا حال قفس مرا سارا
پر و نہیں تیلیاں اٹکی تھیں جو نشان کے لیئے

ہماری مایۂ فانی بھی رنج ہے سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند استخوان کے لیے

زبان بغیر جو تحریر میں وہ کون ہیں اے ہوش
زبان پا کے تڑپتا ہو نہیں زبان کے لیے

شبِ فراق میں لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں کبھی صیاد
پھڑک رہا ہوں میں کس طرح بوستان کے لیے

چمن چھٹا بھی تو کب چھٹے وہ حسرتِ دل
کھلا تھا منھ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

غزل ۱۳۹ — شعر ۲۶

قلم کو کیوں نہ میں ہمدرد سمجھوں اے ماہر
فگار دل ہے مرا بھی لہو ہیں زبان کے لیے

صاحبِ کمال بھی تو گرسنہ یوں ہی رہے
حاتم کے کیوں شکم پہ نہ سنگِ نگین رہے

چند ہیں خاک ہو کے نہ زیرِ زمین رہے
پروردگار ہم نہ یہیں نہ وہیں رہے

نامی بھی نامیوں کے مقابل نہیں رہے
جیسے نگین ہی کلہ پہ کلہ نگین رہے

ترتیب میں ہم کہیں ہیں سب اعضا کہیں رہے
پیاسے تو بیل بچھل کے زیرِ زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بدن مین کہین رہے

جو جسجگہہ ہو چینسے تو اوسکی ہین رہے
مین ہون کہ مین کہین ہون ہوا درد دل کہین رہے

گر بندگی عادت اہل کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشان جبین رہے

پامالیونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبار جسم سے جانین کہین رہے

اونا فقیر اوسکے ہین یہی ہمارا حال
شہرونمین کہ پھرکے کبھی صحرا نشین رہے

زخم جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہل جہاز سے تو سنا حال بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ گلائی ضیا فگن
روشن ہے کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکم بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ سے نرم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیونکی قدر ہے اے اہل بزم واہ
بیرون حد حلقہ خاتم نگین رہے

ای دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی اوٹھون جو بیچ مین پردا کہین ہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون اتنا شوق مردمین سفینہ نشین ہے

ضیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین ہے

گمگشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جب تک نگین ہے

گذرا ہے دلین کو کسطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین ہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین ہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اب صاحبان نام
تنگ آگیا یہ حال کہ تختہ نگین سے ہے

پھونکا تھا کچھ ہوانے حبابون کے کانمین
دریا بھی کیون نہ موج سی چین بر جبین ہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کہ یہ اہل بحر
جو موجِ دودِ آہ کا کشتی نشین ہے

ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجہ دریا حزین ہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین ہے

قاتل تو ہو ہزار میں تیری مجال ہے | اتنا مجھے لے ہاتھ سے کہ پامال نگین رہے
مت تو نے تیر مارا کہ نشان کیا سے کیوں کرین | سایہ کی طرح گاہ کہیں گاہ کہیں رہے
پھینکی ہوا کی دیکھا ایسے ہیں شیشہ ان قبر | یا ہم تڑپ تڑپ کے رہے یا زمین رہے
کیوں ان پہ خوش ہو سب کہیں سیاہ جان نام | سنتا ہوں میں بھی تو منھ کو پھیر آگین رہے
لینے میں تکلفات نہ ہو بدمزاج ۱ م | چھوا کے لیوان نہ قسم تو چڑھی آستین رہے
کہتے تھے جی دوہا لے کو زیبا شیشہ ور | لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہیں رہے
قاتل مجھ سے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے | دیکھو مری لہو سے الگ آستین رہے
ای عشق کر نہ ہے جگر اس شرط سے کھا | دل میں جو درد ہو وہ دہن کا وہین رہے
نکلے تلاش رزق کو آخر عیو ر بھی | اللہ کے فقیر جہاں تھی وہین رہے

غزل ۱۴۰

ماہر کو قدر دیدۂ دہن اشک بھی عزیز
تارا صدف کی آنکھ کا در ثمین رہے

شعر ۹

تمہاری بردوی پر مو سا ہی شگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین سبکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہی مصیبت پڑے الٹا بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر
سحر کو ہوتی ہے نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھے ای عیب بین بھٹیر مین کیا
کہ نہ کیطرح سی گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنون کا خون بھی فصاد کیا ڈراتا تھا
کہ مین کبھی عشق مین ہون پائے بید م نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی یہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط تو دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ باز ہی کبوتر بھی

ہماری خون سی اتنی تو او نہین جان پڑی
کہ مثل پشہ او ڑین نشترون کے جوہر بھی

نہ آتی تھی اونہیں کسطرح غش آجاتا
لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

خدا پہ ذبح مرے ہوگا اک وہین کو قتل
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنوں نہیوں ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو لکھوں مین تو تنکی جنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھیر کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑ نیکی حد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھکی فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ تجھسے کر جو کہین عیب اوس شیان تیری
کھڑا ہو نہین بھی تیرے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جو تو نہین لہو ان مرے ا کے تو ہوش اوڑ گیا
رگونکو دیکھ کے کچھ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوؤں نہین جا دل بلا مین پھنسا
نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک عالم تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مری حساب میں تھی جو بخشش آئی ہے
کھڑے ہیں سر کو جھکائی سپاہ [illegible] بھی

یہ کس کا حال ہے کہتے ہیں نیند میں شبِ وصل
ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہے چشمِ اختر بھی

یونہیں رہینگی دھمکتی رگیں اگر اے فصاد
تڑپ کے اسطرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئے تھے جہاں
اوسی جگہ یہ تڑپتا ہے قلبِ مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہو گئی جو اونکی مژہ
کھٹک گئی مری بگڑی لہو سی نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسوں نکا ہے اثر سارا
کرے شرارت کو کیوں نہ سائیں صرصر بھی

[illegible] دیکھلے شانی ہو [illegible] کیا | [illegible] کے تو پانی ہو [illegible]

بہاتے [illegible] آنکہ [illegible] | اور [illegible] ہین [illegible]

[illegible] | [illegible] تھے قلب مضطر بھی

[illegible] سال | لہو بھی آگ سے لوٹے ہے سینے نشتر بھی

جواب [illegible] پرسش کہنہ پوچھو ن | کرو مہ نجود ہین شفیعان روز محشر [illegible]

ردا کو روک کے کرتے ہین مجہسی بات وہ جب | جگر کی آڑ مین روتا ہے قلب مضطر بھی

غزل ۱۴۱	فساد خون سے ہی مرگ کچھ عجب نہین ماہر رگونکا منہ بھی کھلاے و ر زبان نشتر بھی	۵۴ شعر

یہ حال شک دل حزین ہی شمول سی جوشش بحر چین سے ہے

جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہ نشین ہے

جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبار لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری جلتی ہی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خوش کوئی کہین ہی کہ سنگ بھی وہم بجو دبین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وسعتِ تنگیِ رتِ نگین ہے

مٹانا آسمان مرا نہین ہے کہ نام عبث خطِ جبین ہے

فلک کا رنگ مین نہ ہو کہین یہ جو داغ سینہ نگین مین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

شمال نشان ہوس نہین ہی کہ کثرتِ رخت پر حزین ہے
ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی کہ جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتھون کہان کمین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے
ہو تنگی خانۂ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجیب منت ل حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے
اسیقدر بس نے مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوی نہین ہے
سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے
یہی نشان دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانے کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

لیا ہے بخت نے نقین ہے ای گیا ہے [illegible] نگین [illegible] ہے

[illegible] سماں میں سب ہی ہو [illegible] جو نیا [illegible]

[illegible] ہی [illegible] رشید اجہاں [illegible] ہے

[illegible] سامی ہی فقیر نیا نہ کہ دل نو نا میوں کا [illegible]

[illegible] گدائی جو [illegible] پالا وہی [illegible] نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہاں لہ سقدر ہنی ہی سبتے ایمان

خیال اصلاح اوسپہ نادان جو بیٹھا [illegible] نگین ہے

عجب طریقے جہان میں پائے کہ نام کے ذکر کچھ نہ آئے

سبب کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل میں [illegible] ترا ہو نگین ہے

ہو تو ہو کسب ہنر پہ رشید الکمال تجہ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانین کیسی ہی رسم عالم وہ کم ہے جسکے ہیں قدردان کم

اٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل تری نگین ہے

وہ دل امیدون کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتون کا مدفن

کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تربتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی پہ حرف آئے

جو چاہے باتین بھی اب سنا لے کہ دلکو پتھر سے کیا نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے ناامیدونکو ہر دم

کوئی تو ہے دفن قبرِ خاتم کہ جسکا سنگِ لحد نگین ہے

عجب ہین بیدرد اہلِ عالم جنہین نہین ناامیونکا بھی غم

جسے سمجھتے ہین ظرفِ خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تہا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی ادا کا نہ آئی آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ دن نہیں وہ دل نہیں ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نہ پایا پھرا ایک کوچہ مین جا کے ڈھونڈھا

کہین پتا اوس دل حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکر وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی جسمین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میت جو یوہین رکھی نہین فلک سے جگہہ گلے کی

نہ جسے چھتین دبچکی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین کہ ہی دوات و قلم نظر مین
قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستا رہی کہ نہ پا کے نہ لے بس سے دبے نہ کیونکر غریب بیکس
مجھے تو او منعم تن سے بس کہ ڈرتے ہمٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور دست تک تم سمٹے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل رہی ہین
جنون وہان اپنے اثر دکھے ہین کہ غار جنکا ہو وہ آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچھ ایسی ہی سینہ کی تھی حالت
جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچھ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکا غضب تھے لپٹے جگر مین وہ رہگیا تھا ٹوٹ ہلکے
جو توڑ سے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینہ مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہون نہ کیون مین گھڑی سُنا ہے دل راہ مین کہین ہے

لحد مین ساکن ہین کون سنتا کہو یہ تشنم سہی تو بہی سنے

اندھیرا چھپ تاہے سر کو کہو لے مکان جو چھوڑی ہوئی کہین ہے

ستون نہین ہین جو سہنے والے تپین تو تجھی ہین دل سنبہالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب جین سر بہی ڈہنکے تو کیون نہ ہوجاؤن بکی سے تکے

سُنا یہ پہنا جو رخت سپ خنک چڑہی ہوئی آپہ آستین ہے

یہ کہتی ہے جل دستِ منعم دبانا اور دون کا جیب ہی لازم

چڑہا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین ہے

نہ سوز دل کی وہ سوز شین ہین نہ خانہ غم کی وہ کاوشین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین ہے

عروقِ پیری مین جو عیان ہین اونھین مین دُنیا کے سم نہان ہین
کہان یہ ہاتھونکی جھریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کسین کی رکھی
بندھی جو ہے بعدِ فصد پٹی نئے وہی مار آستین ہے

ارے غضب کب پہ آ رہا ہے تجھکو کسکو ستا رہا ہے
جو تو دُپٹے کو دبا رہا ہے چڑھا ئے تیوری خود آستین ہے

سیاب سے دل جو ہو ن وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین
کرین حیا بو نیہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو ویرانِ مہر وسہ ہون گئے ہون صد ملال گھہ ہون
کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہوں منہ بس بغل میں ڈالے اوسے بدلہ قلبِ دل حزیں سے

فشارؔ یوں مجاوہ ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے
کہیں سی سنگِ لحد جھکا ہے کہیں سے اوبھری ہوئی زمیں ہے

نہ دید کیوں مرکے اونکی چاہیں ہیں لا الہ پہ یا نظر کی راہیں
کبھی جو نکلی تہیں ترچھی آہیں لحد سی تا خانہ شق زمیں ہے

گھروں میں جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدہارے
جھکے ستون نے کیئے اشارے مکیں ہمارا اتہہ زمیں ہے

فشارؔ کیا یوہیں سہگیا ہوں نجانے کیا منہ سے کہگیا ہوں
تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہوں تمام بکسی ہوئی زمیں ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے
اگربھی سے آگ جل رہا ہے تمام تڑتی ہوئی زمیں ہے

یہ کون ہاتھوں سے مل رہا ہے جگا کا تو دم نکل رہا ہے
چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جو وہ صیاں ہیں مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے
لحد میں اک پھنسے کو میرے جہانکی ٹوٹی ہوتی زمین ہے

اثر ہوا الفت کے ہیں نرالے لحد پہ کہتے ہیں دل سنبھالے
کوئی نہ یہان ہمسی بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعۂ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و ریائی کرم
آپ ہیں سر حلقۂ اہل سخن قیل و قال

آپکی تعریف میں ہم ناقصونکا ذکر کیا
عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پہ لال

کون لکھ سکتا ہی اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ میں ہی امر محال

وہ صفا بندش میں جس آئے گوہر شرمسار
شوخیان مضمونکی وہ جنسے خجل چشم غزال

مدح میں بیساختہ دشمن کے کہل جاتے ہیں لب
حق اگر پوچھیں اسی کا نام ہی سحر حلال

سرزمین ہند پر اب تک نہیں پیدا ہوا
آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

سال تاریخ صفت اہین کیا کامل رقم
سمان شکر ماہر قید وین کمال

۱۳۲۳ھ

بخط خادم زیدہ انجم محمد تقی خورشید رقم

اعلان

تاملین تکمیل ہذا ناظر دیوان عدیم المثال نسخہ بے نظیر حیال دقیق اصیف اسکا مصدر مارک خیال رشک نشہ
تاثانی انوری خاقانی ملک ملک علی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب
متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقباد وفاعت اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس دُرِ ثمین کو معاف فرمایا ہے لہذا
تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان نہ اٹھائیں
کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورمنٹ ہو گیا ہے
قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ (عہ) آٹھ آنہ و بیرونجات مع محصول و ویلو دو روپیہ (عہ)

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط مخفف نہ ہو سیاہی عام ہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ چوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب۔ داروغہ سرکار شریعت مدار جناب
۔۔۔ حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ۔ (از مکان ۱۳۲۳)

HYDERABAD